بسم الله الرحمن الرحيم

حضرت زہراء (ع) اور عالم برزخ

شیخ نجم الدین طبسی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب : حضرت زہراء (ع) اور عالم برزخ

مؤلف : شیخ نجم الدین طبسی

مترجم : سید عقیل افضل رضوی

مصحح : ناظم حسین اکبر

تعداد صفحات : 52

تعداد : 3000

ایڈیشن : دوسرا

پیشکش : الفجر اکیڈمی پاکستان

ناشر : ابوطالبؑ انٹرنیشنل اسلامک انسٹی ٹیوٹ لاہور پاکستان

ملنے کا پتہ

۱۔ ابوطالبؑ اسلامک انسٹی ٹیوٹ محب پور سادات خوشاب فون نمبر 03027061998

۲۔ جامعہ المرتضیٰؑ محلّہ سرپاک چکوال

۳۔ جامعہ امام سجادؑ کالا شاہ کاکو شیخوپورہ

۴۔ ادارہ اصلاح لکھنؤ انڈیا

۵۔ امامیہ مسجد کھروٹہ سیّداں سیالکوٹ

فہرست مطالب

مقدمہ 8
حضرت زہراء علیہا السلام اور عالم برزخ 8
والد کی مہمان.. **14**
آپ (س) کی زیارت..16
زائر امام حسینؑ پر خصوصی نظر کرم........................19
موت کے وقت شیعوں کے پاس جانا........................20
دنیا سے گذر جانے والے شیعہ بچوں کی تربیت..............24
عالم برزخ میں حضرت صدیقہ کبریٰ، س، کی عنایات سے اعتقاد کی تہذیبی تاثیر 25
چند نمونے 26
کلامی مباحث کی طرف ایک اشارہ........................26
2۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام قیامت میں 27

2ـ1 میدان محشر میں آمد 28

2ـ2 چاہنے والوں کے لیے شفاعت سیّدہ علیہا السلام 31

3 جناب زہرا علیہا السلام اور بہشت بریں 32

2ـ3 گنہگاروں کے لیے شفاعت فاطمہ علیہا السلام 34

سند کی تحقیق 34

2ـ4 پل صراط پر صدیقہ کبری علیہا السلام کا اپنا مہر طلب کرنا 35

2ـ5 حضرت فاطمہ علیہا السلام اور قاتلان امام حسین علیہ السّلام 36

2ـ6 قیامت کے دن حضرت فاطمہ علیہا السلام کی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ملاقات 38

3/1 جناب زہرا علیہا السلام کا جنّت میں بغیر حساب کے داخل ہونا 39

3/2 فاطمہ علیہا السلام، سب سے پہلی بہشتی 40

3/3 جناب فاطمہ علیہا السلام کے جنت میں ورود کی کیفیت 41

3/4 بہشت میں انبیاء علیہم السّلام کا حضرت فاطمہ علیہا السلام کی زیارت کے لیے تشریف لانا 42

3/5 امّت کے جہنمیوں پر فاطمہ علیہا السلام کی شفقت 43

3/6 خداوند متعال کی بہشت میں حضرت فاطمہ علیہا السلام پر عنایات 43

1/6/3 بہشتی محل 44

2/6/3 پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمنشینی 44

3/6/3 حظیرۃ القدس میں سکونت 45

4/6/3 خواتین جنّت کی سرداری 45

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

مقدمہ

حضرت فاطمہ علیہا السلام کی منزلت اور شخصیت کی معرفت کے حصول کے ابواب میں سے ایک باب عالم آخرت میں آپؑ کے مقام سے آشنائی ہے۔ اگر ہم اپنی روایات اور دینی تعلیمات پر ایک مختصر سی نظر دوڑائیں تو ہم پر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام کو پروردگار عالم نے آخرت میں بہت عظیم اور خاص مقامات عنایت کئے ہیں جن میں سے بہت سے آشکار ہو چکے اور بعض پر سے ایک ایک کرکے پردے اُٹھ رہے ہیں۔

زیر نظر کتاب میں بھی انہی مقامات کو بیان کرنے کی کوشش کی گئ ہے یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے:

1. حضرت زہرا علیہا السلام اور عالم برزخ
2. حضرت زہرا علیہا السلام اور قیامت
3. حضرت زہرا علیہا السلام اور بہشت بریں

یہ کوشش رہی ہے کہ فقط قدیم اور معتبر کتب سے استفادہ کیا جائے۔ اصول کافی تالیف ثقة الاسلام کلینی رحمۃ اللہ علیہ، کامل الزیارات تالیف ابن قولویہؒ، شیخ صدوقؒ، شیخ مفیدؒ، سید رضیؒ اور ابن طاؤسؒ کی کتب اہم ترین مصادر و مآخذ ہیں۔

آخر میں ہم الفجر اکیڈمی پاکستان اور ابوطالب علیہ السّلام انٹرنیشنل اسلامک انسٹی ٹیوٹ لاہور کے تہہ دل سے شکر گذار ہیں جو معارف اسلام کو دنیا کے گوش و کنار تک پہنچانے میں ہمہ وقت مشغول ہیں۔

حضرت زہراء علیہا السلام اور عالم برزخ

روحانی اور برزخی حیات کا عقیدہ بالخصوص شیعہ اور اسی طرح بقیہ مذاہب میں بھی پایا جاتا ہے۔ شیعہ تعلیمات کے مطابق انسان دنیاوی اجسام کے علاوہ ارواح کے بھی حامل ہیں جو موت کے بعد بھی باقی رہتی اور برزخی حیات سے بہرہ مند ہوتی ہیں۔ برزخ کی اصطلاح سورہ مومنون کی 100 ویں آیت سے لی گئی ہے کہ جس کا ظہور موت اور حشر و نشر کے درمیان برزخی وجود پر دلالت کرتا ہے۔

عالم برزخ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت صورت اور مثال جیسے برزخی حقایق ہیں اسی لیے عالم برزخ کو عالم مثال بھی کہا جاتا ہے۔

موت کے بعد ارواح کی حیات کے بارے میں شیخ صدوق علیہ الرّحمۃ لکھتے ہیں:

" نفوس کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ نفوس وہی ارواح ہیں جو زندہ ہیں اور سب سے پہلے انہی کو خلق کیا گیا تھا۔۔۔ اور ارواح و نفوس کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ انہیں نابود ہونے کے لیے نہیں بلکہ باقی رہنے کے لیے خلق کیا گیا ہے۔ جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: " تم نابود ہونے کے لیے خلق نہیں کیے گئے بلکہ باقی رہنے کے لیے پیدا کیے گئے ہو اور (موت کے ذریعے) فقط ایک سرائے سے دوسری سرائے میں منتقل ہوتے ہو " ہمارا عقیدہ ہے کہ ارواح زمین میں غربت سے دوچار ہیں اور جسم کی قید میں گرفتار ہیں، ہمارا عقیدہ ہے کہ ارواح بدن سے جدا بدن سے جدا ہونے کے بعد بھی باقی رہتی ہیں، جن میں سے بعض نعمات سے بہرہ مند ہوتی ہیں اور بعض عذاب کا مزہ چکھتی ہیں جب تک کہ خداوند متعال اپنی قدرت سے انہیں اپنے بدنوں میں واپس نہ پلٹا دے۔ "[1]

---

[1] الاعتقادات فی دین الامامیۃ، الشیخ الصدوق، ص 47-51۔

شیخ مفیدؒ نے بھی موت کے بعد ارواح کے زندہ رہنے کی یوں تصریح فرمائی ہے کہ اول یہ کہ ارواح دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک وہ جن کو ثواب و عقاب کے لیے بھیج دیا جاتا ہے۔ یہ خالص مومنین اور پکے کافروں کی ارواح ہوتی ہیں جبکہ دوسری قسم کی ارواح کو قیامت تک عارضی طور پر نابود کر دیا جاتا ہے اور یہ ارواح حشر و نشر اور اپنے نفوس وابدان کی تجدید خلقت تک ثواب کی لذت اور عقاب کی تلخی کا احساس نہیں کرتیں۔[1]

دوسرا یہ کہ ارواح عالم برزخ میں اپنے دنیاوی جسم کی شبیہ کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔[2] شیخ مفیدؒ لکھتے ہیں :

" اس باب میں وارد ہونے والی احادیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جسم کی موت کے بعد ارواح دو گرہوں میں تقسیم ہو جاتی ہیں۔ بعض ثواب و عقاب کی طرف منتقل ہو جاتی ہیں اور بعض ثواب و عقاب کا احساس نہیں کرتیں۔ یہی بات امام جعفر صادق علیہ السّلام کی ایک روایت میں بھی ہے۔ آپؑ سے کسی نے دنیا سے رخصت ہونے والے لوگوں کے بارے میں سؤال کیا کہ ان کی ارواح کہاں جاتی ہیں؟ تو آپؑ نے فرمایا: جو شخص اس حالت میں مرے کہ یا تو خالص مومن یا پکا

---

[1] شیخ مفید اوائل المقالات میں ارواح کے تیسرے گروہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ یہ وہ افراد ہیں جو اہل ولایت ہیں لیکن ایسے گناہوں کے مرتکب ہوُے ہیں جن پر عذاب ہے۔ بقول شیخ ان ارواح کے نفوس پر تطہیر کی خاطر برزخی عذاب جائز ہے اور یہ خدا کی منشاء پر منحصر ہے۔ (تصحیح اعتقادات الامامیۃ، الشیخ المفید، ص 75-76)

[2] ان روایات سے شیخ مفید نے یہ سمجھا ہے کہ انبیاء اور آئمہ کی ارواح اپنے دنیاوی جسم سے ہی تعلق رکھتی ہیں اور ان کا جسم اور روح دونوں آسمان پر چلی جاتی ہیں۔ جیسا کہ آپ لکھتے ہیں : (و قد جآء فی الحدیث أن الأنبیاء۔ صلوات الله علیهم۔ خاصة و الأئمة۔ علیهم السلام۔ من بعدهم ینقلون بأجسادهم و أرواحهم من الأرض الی السماء، فیتنعمون فی أجسادهم التی کانوا فیها عند مقامهم فی الدنیا۔ و هذا خاص بحجج الله تعالی دون من سواهم من الناس) (تصحیح اعتقادات الامامیۃ، الشیخ المفید، ص 91)۔ آپ نے اوائل المقالات میں بھی اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ : (و أما أحوالهم بعد الوفاة فانهم نفلون من نحت التراب فیسکنون بأجسامهم و أرواحهم جنة الله تعالی) اُوائل المقالات، ص 72) اس نظریئے کی کلامی شروح کافی زیادہ ہیے جن کا ذکر اس مقالہ کی گنجائش سے باہر ہے۔

کافر ہو تو اس کی روح ایک ایسی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہے جو اس کے جسم کی صورت ہوتی ہے اور پھر وہ تا روز قیامت اپنے اعمال کی جزا یا سزا پاتا ہے اور جب وہ وقت پہنچے گا جب خدا اہل قبور کو اٹھائے گا تو اس کے جسم کی تجدید خلقت کرے گا اور اس کی روح کو دوبارہ اس کے جسم میں منتقل کر کے اسے محشور کرے گا تاکہ اس کے اعمال کو مکمل طور پر اس کی طرف لوٹائے۔[1] اور دوسرا گروہ وہ ہے جن کی طرف کسی قسم کی توجہ نہیں کی جاتی اور جسم کی موت کے ساتھ ساتھ ان کے نفوس بھی معدوم ہو جاتے ہیں۔ نتیجتاً یہ روز حشر تلک کسی چیز کا احساس نہیں کرتے اور یہ وہ لوگ ہیں جو خالص ایمان یا کفر نہیں رکھتے"[2]

شیخ مفیدؒ اہل برزخ کے شعور اور حیات پر دلیل کے عنوان سے ان دو تاریخی واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ایک میں حضور ﷺ جنگ بدر میں قتل ہونے والے مشرکین سے بات کرتے ہیں اور دوسرا جنگ جمل کا واقعہ ہے جس میں امیر المومنین علیہ السّلام کعب بن سورہ اور طلحہ کے ساتھ ان کے قتل ہو جانے کے بعد ہم کلام ہوتے ہیں۔ ان دو واقعات کا انتخاب اس لیے کیا گیا کہ ان دونوں میں کچھ لوگوں نے رسول اکرم ﷺ اور امیر المومنین علیہ السّلام پر اعتراض کیا کہ مُردوں سے بات کرنے کا کیا مطلب ہے؟ واقعہ بدر میں رسول اکرم ﷺ نے یہ واضح کیا کہ یہ (مردے) تم سے زیادہ سن سکتے ہیں۔ جنگ جمل کے اس واقعہ میں بھی امیر المومنین

---

[1] شیخ مفید نے یہاں بعض قرآنی آیات کو مؤمنین اور کفار کی برزخی حیات پر دلیل کے طور پر ذکر کیا ہے اور لکھتے ہیں: (و شاهد ذلك فی المؤمن قوله تعالی: ﴿قیل ادخل الجنة قال یا لیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی﴾ و شاهد ما ذکرناه فی الکافر قوله تعالی: ﴿النار یعرضون علیها غدوا و عشیا و یوم تقوم الساعة أدخلوا آل فرعون أشد العذاب﴾ فاخبر سبحانه ان مؤمنا قال بعد موته و قد ادخل الجنة: یا لیت قومی یعلمون، و اخبران کافرا یعذب بعد موته غدوا و عشیا و یوم تقوم الساعة یخلد فی النار)۔

[2] تصحیح اعتقادات الامامیۃ، الشیخ المفید، ص 88-90

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ یہ لوگ میری بات کو بالکل اسی طرح سن رہے ہیں جس طرح بدر کے کنویں میں قتل ہو کر پڑے مشرکین نے رسول خدا کی بات کو سنا۔[1]

شیعہ تعلیمات کا ایک حصہ پیغمبر اکرم ﷺ اور اہل بیت علیہم السّلام کی برزخی حیات پر مشتمل ہے۔ ان تعلیمات سے پتا چلتا ہے کہ یہ عظیم ہستیاں عالم برزخ میں خصوصی تکریم و شرف کی حامل ہیں جن میں سے ایک ان کا حالات دنیا سے باخبر ہونا ہے۔

اس بارے میں شیخ مفیدؒ لکھتے ہیں:

" جناب ختمی مرتبت ﷺ اور آئمہ طاہرین علیہم السّلام اپنی وفات کے بعد بھی اپنے شیعوں کے احوال سے بے خبر نہیں ہیں کیونکہ خداوند متعال انہیں ان کے شیعوں کے احوال سے مسلسل آگاہ رکھتا ہے۔ جو کوئی ان کے روضہ مبارک میں آکر ان سے مناجات کرتا ہے تو وہ اس کی مناجات کو سنتے ہیں اور یہ قدرت انہیں خداوند عالم کے لطیف اور غیبی واسطہ سے حاصل ہوتی ہے کہ جس کے ذریعے خدا نے آپ حضرات اور دوسرے لوگوں میں فرق رکھا اور آپ کا فضل و شرف آشکار کیا ہے اور جیسا کہ دور سے کی جانے والی مناجات آپ تک پہنچایی جاتی ہیں۔ یہ امامیہ کے تمام فقہا اور محدثین کا عقیدہ ہے۔۔۔"[2]

اولیائے خدا کے لیے ان تمام منازل کی قرآن مجید نے بھی تائید کی ہے جیسا کہ خدا کی راہ میں شہید ہونے والوں کے لیے آیا ہے:

---

[1] تصحیح اعتقادات الامامیۃ، الشیخ المفید، ص 92۔93۔

[2] اوائل المقالات، ص 72۔73۔

وَ لاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُواْ فِي سَبِيلِ اللّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاء عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ٭ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُواْ بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلاَّ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ[1]

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ اولاً خدا کی راہ میں شہید ہونے والے جسمانی حیات کے منقطع ہو جانے کے بعد ایک دوسری حیات اور پہلے سے عالی منزل کی طرف کوچ کر جاتے ہیں۔ ثانیاً وہ ان مومنین کے حالات سے بھی آگاہ ہیں جو ان کے ساتھ ملحق نہیں ہوئے اور ابھی دنیا میں ہیں، اور ان کا یہ اشراف اور آگاہی ان کی شادمانی اور استبشار کا باعث بنتے ہیں۔ خصوصاً حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہاکے بارے میں اگر آپ کے تمام مقامات سے صرف نظر کر لیا جائے تب بھی آپ کی ولایت کی پاسداری اور امیر المومنین علیہ السّلام کے سلسلہ میں رسول خدا کی وصیت پر عمل کی راہ میں شہادت ہی اس بات کو ثابت کر دیتی ہے کہ آپ حیات برزخی کی مالک ہیں جس کے واسطے سے آپ اپنے تمام شیعوں کے احوال سے باخبر ہیں۔ اگرچہ تاریخی اعتبار سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اس دنیا سے طبیعی موت سے رخصت نہیں ہوئیں اور روایات میں آپ کی شہادت کی تصریح کی گئی ہے۔[2]

مرحوم کلینی اصول کافی میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام کاظم علیہ السّلام نے آپؑ کو صراحت کے ساتھ صدیقہ اور شہیدہ کہا ہے۔[3] حضرت فاطمہؑ کی برزخی حیات پر اگر اور کوئی شاہد نہ بھی ہو تب بھی آپ کا راہ خدا میں شہید ہونا اس مدعا کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ راہ خدا میں ان کا نذرانہ پیش کرنے والوں سے مربوط آیات کے علاوہ کئی اور آیات رسول خداؐ اور اہلبیتؑ کے بارے میں خصوصی طور پر نازل ہوئی ہیں جو اہل دنیا اور ان کے اعمال کی نسبت آپ کے مقام

[1] آل عمران، آیات 169-170، شیخ مفید نے پیغمبر اکرم اور اہل بیت کے دنیا میں احوال پر باخبر ہونے کے حوالے سے بھی انہی آیات سے استناد کیا ہے۔ (اوائل المقالات، الشیخ المفید، ص 73)۔

[2] ۔الموسوعۃ الکبری عن فاطمۃ الزھراء، ج 11، فصل اول و دوم اور ج 15 فصل اول و دوم و سوم

[3] (عن ابی الحسن قال: ان فاطمة صديقة شهيدة) الکافی: ج 1، ص 458۔

شہود پر فائز ہونے پر دلالت کرتی ہیں جیسے ((**یوم نبعث فی کل امة شهيدا عليهم من انفسهم و جئنا بك شهيدا علی هؤلاء**،[1]))اور ((**وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَسَتُرَدُّونَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ**))[2]

ان آیات کے علاوہ ایسی بہت سی روایات موجود ہیں جو اس بات کا پتہ دیتی ہیں کہ پیغمبر اکرم ﷺ اپنی رحلت کے بعد بھی لوگوں کے احوال سے باخبر ہیں۔[3] ہم یہاں نمونہ کے طور پر اصول کافی میں امام صادقؑ سے منقول حدیث پیش کرتے ہیں۔

" لوگوں کے تمام اچھے اور برے اعمال ہر روز رسول خداؐ کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں پس ہوشیار اور خبردار رہو اور یہ وہی قول خدا ہے کہ (**اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ**)۔[4]

ایک اور روایت میں سماعہ نقل کرتے ہیں:

" میں نے امام صادقؑ سے سنا آپؑ فرمایا کرتے: تم رسول خداؐ کو کیوں غمگین کرتے ہو؟ ایک شخص نے کہا: ہم رسول خداؐ کو کس طرح سے غمگین کر سکتے ہیں ؟ امامؑ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے اعمال حضور کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں؟ جب آپؐ کوئی معصیت دیکھتے ہیں تو غمناک ہو جاتے ہیں۔ خبردار! رسول خدا کو غمناک نہ کرنا. تمہارے لیے ضروری ہے کہ آپؐ کو شادمان کرو۔[5]

---

[1] نحل: آیت 89۔

[2] توبہ: آیت 105۔

[3] بطور نمونہ دیکھیں: کافی، کتاب الحجۃ، باب عرض الاعمال علی النبی والائمۃ۔

[4] کافی، جتاب الحجۃ، باب عرض الاعمال علی النبی والائمۃ ح 1

[5] کافی، جتاب الحجۃ، باب عرض الاعمال علی النبی والائمۃ ح 3

آیندہ بیان کیے جانے والے دلایل سے یہ بات روشن ہو جائیگی کہ حضرت فاطمہ (س) اس قسم کے امور میں رسول خداﷺ اور آئمہ اہل بیتؑ کے ساتھ شریک ہیں اوراسی مقام ومنزلت کی وجہ سے لوگوں اور بالخصوص اپنے شیعوں کے حالات کی طرف متوجہ ہیں.ابتداء میں ان امور کو ذکر کرنے کا سبب یہ تھا کہ.برزخی حیات کا عقیدہ قرآن مجید،رسول اکرمﷺ اور آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی روایات اور شیعہ علماء کی طرف سے مورد تائید ہے.ان مقدمات کو ذکر کرنے کے بعد ہم حضرت صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیھا کی.برزخی حیات کے بعض مقامات کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔

والد کی مہمان

متعدد روایات میں بیان ہوا ہے کہ حضرت فاطمہ (س) عالم برزخ میں پیامبر اکرمؐ کی ہمجوار ہیں۔ایسی روایات جن میں حضرت صدیقہ طاہرہ کی شہادت کاماجرااور اس سلسلہ میں آنحضرتﷺ کا غیبی اخبار سے آگاہ کرنا موجود ہے ان میں رحلت کے بعد آپ (س) کارسول خداؐ کے پاس جانااور اُس عالم میں رسول خداؐ کی طرف سے آپ (س) کااستقبال کرنا بھی ثابت ہے۔

شیعہ سنی کتب میں یہ بات نقل ہوئی ہے کہ آپ (س) رسول خداؐ کی رحلت سے تھوڑی دیر پہلے آپ کی بالین کے قریب مضطرب و پریشان کھڑی تھیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے آپ (س) کو یہ خوشخبری سنائی کہ میری رحلت کے بعد میرے اہل بیتؑ میں سے سب سے پہلے آپ مجھ سے ملاقات کریں گی جس سے آپ (س) کے ہونٹوں پر مسکراہٹ طاری ہوئی۔

الموسوعۃالکبرٰی عن فاطمۃ(س) میں اس حوالے سے ۶۲ روایات ذکر ہوئی ہیں کہ جن میں سے بعض روایات متعدد اسناد کے ساتھ بیان ہوئی ہیں۔[1]

---

[1]الموسوعۃالکبری عن فاطمۃالزہراء: ج14، ص329-378، فصل ہشتم،اول من لحق برسول اللہ (ص)۔

ان روایات میں سے ایک روایت شیخ صدوق علیہ الرّحمہ ،،کمال الدین،، میں اپنی سند سے جناب سلمان سے نقل کرتے ہیں.اس روایت میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ (س) کے اپنے والد کی بالین پر غم واندوہ کو بیان کرتے ہیں اور پھر رسول اکرمؐ کی اپنی بیٹی کو بعض بشارتوں کا ذکر کرتے ہیں. ان بشارتوں میں سے ایک بشارت یہی تھی کہ:

((اے فاطمہ (س)! میرے اہل بیتؑ میں سے سب سے پہلے تم مجھ سے ملحق ہو گی))اس کے بعد حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت صدیقہ کبریٰ(س) کی ان بشارتوں سے خوشی اور شادمانی کا ذکر کرتے ہیں۔[1]

طبری امامی **دلایل الامامہ** میں اپنی سند کے ساتھ امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ:

((رسول اکرمؐ نے اپنی رحلت سے قبل حضرت فاطمہ (س) کو خصوصی طور پر یہ خبر دی تھی کہ میرے اہل بیتؑ میں سے سب سے پہلے آپ (س) ہی مجھ سے آکر ملو گی))[2]

ثقۃ الاسلام مرحوم کلینی کتاب **کافی** میں امیر المؤمنین علیؑ کے حضرت صدیقہ کبریٰ(س) کی تدفین کے بعد جملات کو نقل کرتے ہیں جو گزشتہ مطالب پر دلیل ہے۔

مرحوم کلینیؒ امام حسینؑ سے نقل کرتے ہیں کہ امامؑ نے فرمایا:

((جس وقت حضرت فاطمہ (س) کی رحلت ہوئی تو امیر المؤمنینؑ نے آپ (س) کو مخفیانہ دفن کیا. خاک کے ساتھ قبر کی جگہ کو چھپادیا. پھر اٹھ کر قبر رسول خداؐ کی طرف منہ کرکے کہا. یا رسول اللہ: آپؐ پر میرا اسلام !آپؐ پر آپکی بیٹی کا سلام ! وہ جو آپؐ کی زیارت کو آئی ہے اور جس کو آپ کے بقعہ مبارک کی خاک کے سپرد کیا گیا اور وہ جس کے لیے خدا یہ چاہتا تھا کہ سب سے

---

[1] کمال الدین، ص 262، باب 24، ح 10۔

[2] دلائل الامامۃ، ص 131۔

پہلے آپؐ سے جا ملے... یا رسول اللہؐ! لیکن میرا غم بے کراں ہوگیا. اس کے بعد میری راتوں کی نیند کم ہو گئی ہے میرے دل میں وہ درد ہے جو اس وقت تک کم نہ ہوگا جب تک خدا مجھے بھی آپؐ کا ہمجوار نہ بنا دے. میرا غم شدید اور کتنا شعلہ ور. ارے! کتنی جلدی میرے اور آپؐ کی بیٹی کے درمیان جدائی آ گئی. میں یہ شکایت خدا سے کروں گا اور بہت جلد آپؐ کی بیٹی اپنے اوپر ڈھائے جانے والے آپکی امت کے مظالم کی خبر دی گی. آپؐ اس سے بار بار پوچھنا کہ اس پر کیا کیا گزری. اس کے سینے میں آگ کا پُر طلاطم دریا تھا. لیکن وہ اس کو بیان نہیں کر پاتی تھی. لیکن اب کے بعد وہ کہہ سکے گی، خدا بھی عدل کرے گا اور خدا بہترین عدل کرنے والا ہے)).[1]

آپ(س) کی زیارت

آپ (س) کی شہادت کے بعد آپ (س) کی زیارت، سلام کرنا اور آپ (س) سے توسّل کرنا شیعہ تعلیمات کے مسلّمات بلکہ مستحبّات میں سے ہے. شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب،، تہذیب،، (شیعہ کتب اربعہ میں سے ایک کتاب) میں لکھتے ہیں:

((جو کچھ حضرت فاطمہ (س) کی زیارت کی فضیلت کے باب میں نقل ہوا ہے شمار نہیں کیا جاسکتا))[2]

شیخ طوسیؒ، حسین بن یزید بن عبدالملک سے اور حسین اپنے والد سے اور وہ اپنے جد سے روایت کرتے ہیں کہ:

((میں جناب فاطمہ (س) کی خدمت میں حاضر ہوا. آپ (س) نے سلام کرنے میں مجھ سے سبقت کی اور پوچھا. اتنی صبح کس کام کے لیے آئے ہو؟ میں نے کہا کہ چاہتا تھا برکت حاصل

---

[1] الکافی، ج 1، ص 458-459، اسی روایت کو شیخ مفید نے امالی میں صفحہ 281 پر اور شیخ طوسی نے اپنی امالی میں صفحہ 109 پر شیخ صدوق سے نقل کیا ہے۔ سید رضی نے اس حدیث کا ایک ٹکڑا نہج البلاغہ کے (خطبہ 202) میں نقل کیا ہے۔

[2] تہذیب الاحکام: ج 6، ص 10

ہو. فرمایا میرے بابا نے مجھے اسی چیز کی خبر دی ہے جس کی خاطر تو آیا ہے اور فرمایا: جو کوئی بھی تین روز تک میرے بابا اور مجھ پر سلام بھیجے خداوند عالم اس پر جنّت واجب کر دیتا ہے۔))

عبدالملک کہتے ہیں:

میں نے حضرت فاطمہ (س) سے پوچھا کہ یہ (سلام کرنا) آپؑ اور رسول خداؐ کی زندگی سے مربوط ہے؟ فرمایا: ہاں اور ہماری وفات کے بعد سے بھی[1]. یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ شیخ مفید نے **اوائل المقالات** میں اہل بیتؑ کے ان کی وفات کے بعد بھی اہل دنیا کے اعمال سے باخبر ہونے پر بعض آیات و روایات سے استدلال کیا ہے. وہ لکھتے ہیں:

((رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بھی میری قبر کے پاس میرے اوپر سلام بھیجتا ہے میں اس کا سلام سنتا ہوں اور جو کوئی بھی دور سے مجھے سلام کہتا ہے اس کا سلام مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے. سلام اللہ علیہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔))[2]

شیخ مفیدؒ **تصحیح عقائد الامامیہ** میں مندرجہ بالا روایت ذکر کرنے کے علاوہ لکھتے ہیں:

((آنحضرتؐ نے فرمایا: جو کوئی مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے میں اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہوں اور جو دس مرتبہ مجھ پر صلوات بھیجتا ہے تو میں اس پر سو مرتبہ صلوات بھیجتا ہوں. اب جبکہ تم نے یہ جان لیا تو اب تمھاری مرضی ہے کہ تم درود زیادہ بھیجو یا کم۔))۔[3]

اس طرح آنحضرتؐ نے واضح و روشن کر دیا کہ آپؐ اس دنیا سے کوچ کر جانے کے بعد بھی ہر اس درود کو سنتے ہیں جو آپؐ پر نثار ہوتا ہے. اور یہ ممکن ہی نہیں جب تک کہ آپؐ خدا کے نزدیک زندہ و حیات نہ ہوں. اسی طرح آئمہ ھدٰی سلام اللہ علیھم ہیں. آپ (س) بھی نزدیک سے

[1] تہذیب الاحکام: ج 6، ص 9-10۔ اسی روایت کو شیخ مفید نے کتاب مزار میں اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ المزار: ص 177۔

[2] اوائل المقالات: ص 73۔

[3] تصحیح اعتقادات الامامیۃ: ص 91-92۔

سلام کرنے والے کے سلام کو خود سنتے ہیں اور دور سے سلام کرنے والے کا سلام آپ (س) تک پہنچادیا جاتا ہے اور اس سلسلہ میں ہم تک روایات صحیحہ پہنچی ہیں

شیخ طوسیؒ کی اسی روایت کی بنیاد پر حضرت فاطمہ (س) بھی انہیں کی مثل ہیں اور دنیاوی ہو یا چاہے اس کے بعد کی حیات ،آپ (س) پر سلام کرنے کا حکم آپ (س) کے والد گرامی پر سلام کرنے کا حکم رکھتا ہے.اس کے علاوہ بھی آئمہ ھدیٰؑ سے منقول زیارات موجود ہیں جن میں آئمہؑ نے حضرت صدیقہ کبریٰ (س) کے ساتھ خصوصی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

جہاں ان زیارات میں آپ (س) پر سلام بھیجنا،آپ (س) کے فضائل اور آپ پر ڈھائے جانے والے مظالم کا ذکر موجود ہے وہاں آپ (س) کی ذات سے توسل کا بھی کہا گیا ہے اور ہم خداوند منان کے حضور آپ (س) کے توسّل سے شفاعت کے طلبگار ہیں۔

ہم ذیل میں آئمہ اہل بیتؑ سے منقول ایسی ہی ایک مشہور زیارت کو نمونے کے طور پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں. جسے شیخ طوسیؒ نے تہذیب میں امام باقرؑ سے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے:

((یاممتحنة امتحنك الله الذی خلقك قبل ان یخلقك فوجدك لما امتحنك صابرة و زعمنا انا لك اولیاء و مصدقون و صابرون لکل ما اتانا به ابوك و انانا به وصیه فانا نسئلك ان کنا صدقناك الا الحقتنا بتصدیقنا لهما بالبشری لنبشر انفسنا بانا قد طهرنا بولایتك۔))[1]

سید بن طاوؤسؒ نے کتاب اقبال میں ایک اور مختصر زیارت بھی نقل کی ہے اور اسے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

---

[1] تھذیب الاحکام: ج 6، ص 9-10۔ سید بن طاوس نے اسی سے ملتی جلتی زیارت کو جمال الاسبوع میں نقل کیا ہے اور عبارت کی ابتداء میں (السلام علیک) کی عبارت بھی ذکر کی ہے۔ (جمال الاسبوع: ص 38-39)۔

((روایت میں ہے کہ جو کوئی بھی آپ (س) کی اس عبارت کے ساتھ زیارت کرے اور پھر خدا سے طلب مغفرت کرے، خدا اسے بخش دیتا ہے)) [1]

اس کے علاوہ بھی کتب زیارات میں متعدد زیارات نقل ہوئی ہیں [2]. آئمہ سے نقل ہونے والی یہ زیارات اس بات کی عکاسی کر رہی ہیں کہ جناب سیدہ (س) اپنے زائرین کے حالات سے آگاہ ہیں. البتہ علمائے کرام صرف زیارت اور توسل کو ان عبارتوں میں منحصر نہیں کرتے جیساکہ شیخ صدوقؒ نے **من لایحضرہ الفقیہ** میں فرمایا کہ آپ نے اپنے حج کے سفر میں رسول اکرمؐ کی زیارت کے بعد حضرت صدیقہ کبریٰ کی زیارت اپنے الفاظ کے ساتھ کی. [3]

زائر امام حسینؑ پر خصوصی نظر کرم

حضرت فاطمہ (س) کے دنیا میں ہونے والے واقعات پر اشراف اور برزخی حیات پر مشتمل موضوعات میں سے ایک موضوع کہ جس پر بے شمار معتبر روایات دلالت کرتی ہیں وہ زیارت امام حسینؑ اور آپؑ کے زوار پر نظر کرم ہے. ان روایات و اخبار کی بنا پر حضرت صدیقہ کبریٰ (س) اپنے مظلوم فرزند کے زائرین پر خصوصی نظر رکھتی ہیں اور ان کے لیے دعا فرماتی ہیں اور چونکہ زائرین امام حسینؑ کو دعائے سیدہ (س) نصیب ہوتی ہے اسی لیے ان روایات میں زیارت امام حسینؑ کی تشویق و ترغیب دلائی گئی ہے۔

بطور نمونہ مرحوم ابن قولویہ نے **کامل الزیارات** میں چند اسناد کے ساتھ امام صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے معاویہ بن وہب سے فرمایا:

---

[1] اقبال الاعمال: ج3، ص 161-162۔ علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں مصباح الانوار سے نقل کرتے ہوئے اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (بحار الانوار: ج97، ص199)۔

[2] جس طرح شیخ مفید نے مزار میں ص179 پر نقل کیا ہے۔

[3] من لایحضرہ الفقیہ: ج2، ص 572۔

((اے معاویہ! خوف اور پریشانی کی وجہ سے قبر حسینؑ کی زیارت کو ترک نہ کرو کیونکہ جو کوئی بھی امام حسینؑ کی زیارت کو ترک کرے گا اس کے لیے حسرت اور پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں.... کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ خدا تمہیں اور تمھارے نام کو ان لوگوں میں شامل کرے کہ جن کے لیے پیغمبر خداؐ، علیؑ، فاطمہؑ اور آئمہ (ع) دعا کرتے ہوں))۔[1]

ایک دوسری روایت میں داؤد بن کثیر امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ (س) نے فرمایا:

((دختر رسولؐ اپنے فرزند حسینؑ کی قبر کے زائروں کے پاس تشریف لاتی ہیں اور خدا سے ان کے گناہوں کی مغفرت طلب کرتی ہیں))۔[2]

اس کے علاوہ متعدد دیگر روایات موجود ہیں جن میں اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ حضرت فاطمہ (س) کی زوار امام حسینؑ کے لیے خاص عنایت و نظر ہے۔

موت کے وقت شیعوں کے پاس جانا

معتبر شیعہ کتب میں ایسی متعدد روایات موجود ہیں جن میں اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے کہ حضرت فاطمہ (س) رسول اکرمؐ اور حضرت علیؑ کے ہمراہ حالت احتضار میں گرفتار مومنین کی بالین پر تشریف لاتی ہیں. جس سے وہ خوشی و سرور میں غرق ہو جاتے ہیں۔

ثقۃ الاسلام کلینیؒ نے امام جعفر صادقؑ سے **کافی** میں نقل کیا ہے:

---

[1] کامل الزیارات: ص 116، ح 1۔ یہی حدیث دوسرے اسناد کے ساتھ صفحہ 117 ح 3 پر اور صفحہ 126 پر ح 3 میں نقل ہوئی ہے۔

[2] کامل الزیارات: ص 117، ح 4۔

((جب تم میں سے کسی کی جان یہاں تک پہنچ جاتی ہے تو اس سے کہا جاتا ہے اس کے بعد تم دنیا کے رنج و غم سے آزاد ہو اور اس سے کہا جاتا ہے کہ دیکھو تمھارے سامنے رسول خداؐ ، علیؑ اور فاطمہؑ کھڑے ہیں.)) [1]

سدیر صیرفی بھی نقل کرتے ہیں:

((میں نے حضرت امام صادقؑ سے عرض کیا کیا مومن کی جان نکلنی سخت ہوتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں خدا کی قسم! جب ملک الموت کسی مومن کی روح قبض کرنے کے لیے جاتا ہے تو مومن خوف زدہ ہوتا ہے. ملک الموت اس سے کہتا ہے ولی خدا مت ڈرو، اس پروردگار کی قسم! جس نے محمدؐ کو مبعوث فرمایا میں تو تم پر تمھارے ماں باپ سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہوں. اپنی آنکھیں کھولو اور دیکھو! اُس وقت رسول خداؐ ، امیر المومنینؑ، حضرت فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور ان کی نسل سے بقیہ آئمہؑ اس کے سامنے متمثل ہوتے ہیں. اس سے کہا جاتا ہے : یہ رسول خداؐ، امیر المومنینؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ اور آئمہؑ ہیں جو کہ تمھارے رفیق ہیں.)) [2]

ایک اور روایت میں یونس بن ظبیان امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:

((اے یونس! جب کسی مومن کا وقت اجل قریب آتا ہے تو محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ اور مقرب فرشتے اس کے پاس آتے ہیں.)) [3]

مذکورہ بالا روایات اس بات کی حکایت کرتی ہیں کہ حضورؐ اور حضرت فاطمہ (س) موت اور عالم برزخ سے قریب مومن کی بالین پر تشریف لاتے ہیں. بعض دوسری روایات میں آیا ہے کہ یہ دیدار صرف مومن ہی کے لیے مخصوص نہیں بلکہ تمام انسان موت کے وقت ان لحظات کو

---

[1] الکافی: ج3، ص134، ح10۔

[2] الکافی: ص127۔128، ح2۔

[3] ایضاً، ص245، ح6۔

پائیں گے، لیکن ان کے دنیاوی اعمال و ایمان کی وجہ سے اس دیدار کے نتائج مختلف ہونگے. ذیل میں ایک ایسا نمونہ پیش کیا جارہا ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ تمام ارواح کو پنج تن پاکؑ کی زیارت ہو گی۔

شیخ طوسیؒ **امالی** میں حسین بن عون سے نقل کرتے ہیں:

((میں نے سید حمیری کو وقت مرگ دیکھا کہ وہ جانکنی کے عالم میں تھے. ان کے کچھ پڑوسی جو سبھی عثمانی تھے وہ بھی ان کے بستر کے پاس کھڑے تھے. سید حمیری کشادہ پیشانی، چوڑے سینے اور خوبصورت چہرے کے مالک تھے. اچانک ان کے چہرے پر سیاہی کا ایک دھبہ آشکار ہوا جو رفتہ رفتہ بڑا ہوتا گیا یہاں تک کہ ان کا پورا چہرہ سیاہ ہوگیا. وہاں پر موجود شیعوں کو اس بات پر بہت دکھ ہوا جبکہ دشمن خوش ہو گئے اور سید کو برا بھلا کہنے لگے. اب تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ اسی جگہ سے جہاں پر سیاہ دھبہ رونما ہوا تھا ایک سفید نقطہ ظاہر ہوا جو آہستہ آہستہ اتنا بڑا ہو گیا کہ سید کا پورا چہرہ نورانی و تاباں ہوگیا. سید انتہائی نقاہت کے باوجود مسکرائے اور یہ اشعار کہے:

كذب الزاعمون ان عليا

لن ينجي محبه من هنات

قد وربي دخلت جنة عدن

وعفالي الاله عن سيأتي

فالبشيرو اليوم اولياء علي

وتوالوا الوصي حتى الممات

ثم من بعده تولؤا بنيه

واحدا بعد واحد بالصفات

ترجمہ : جھوٹ بولتے ہیں وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ علیؑ اپنے حبداروں کو روز قیامت نجات نہیں دلائے گا۔

خدا کی قسم !امیر المومنینؑ سے محبت کیوجہ سے خدانے میرے گناہوں سے چشم پوشی کرلی اور میں جنت عدن میں داخل ہو گیا۔

علیؑ کے چاہنے والوں کو بشارت دو اور ان سے کہہ دو کہ اپنی زندگی کے آخری لمحات تک پیغمبرؐ کے وصی اور جانشین سے محبت کو قائم رکھیں۔

اور امیر المومنین کے بعد آپؑ کے ان بیٹوں سے جو مخصوص صفات کے حامل ہیں ،آئمہ کے عنوان سے محبت کریں۔

اس کے بعد سید نے خداکی وحدانیت ، حضرت محمدؐ کی رسالت اور امیر المومنینؑ کی امامت کی شہادت دی اور آنکھیں بند کرلیں۔

اسی ماجراکے راوی حسین بن عون کے فرزند علی نے اپنے والد ،انہوں نے فضیل بن یسار سے اور فضیل امام باقرؑ اور امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

((کوئی بھی روح اس وقت تک جسم کو ترک نہیں کرتی جب تک محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ ، حسنؑ اور حسینؑ کو نہ دیکھ لے۔ یہاں تک کہ (اس دیدار کے اثر سے)اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہو جاتی ہے یا اس کی آنکھیں جلن کا احساس کرنے لگتی ہیں۔،، یہ ٹھنڈک یا جلن اس کے مومن یا کافر ہونے سے مربوط ہے،،))[1]

[1] بحار الانوار: ج39، ص241، ح29

علی بن حسین بن عون کہتے ہیں کہ ((سید حمیری کی زندگی کے آخری لمحات کا یہ واقعہ زبان زد عام ہو گیا اور موافق و مخالف سب نے سید کی تشییع جنازہ میں شرکت کی .))

اسی مضمون کی ایک اور مسند روایت موجود ہے جسے اختصار کو مد نظر رکھتے ہوءے ہم یہاں نقل نہیں کرتے .[1]

دنیا سے گذر جانے والے شیعہ بچوں کی تربیت

روایات میں حضرت زہرا (س) سے کچھ ایسے امور کی نسبت دی گئ ہے جن سے آپ (س) کی شیعوں پر انتہائی شفقت ظاہر ہوتی ہے انہی امور میں سے ایک دنیا سے گذر جانے والے مومنین کے بچوں کی عالم برزخ میں تربیت ہے . سورہ طور[2] کی آیت 21 کے ذیل میں ذکر ہونے والی روایات اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ خداوند متعال ایسے مومنین کو جن کے بچے عہد طفولیت میں ہی دنیا سے چلے جاتے ہیں، خوشحال رکھنے کے لیے ان بچوں کو بغیر امتحان کے ان کے والدین کے ساتھ ملادے گا. لیکن دوسرے بچوں کے سلسلہ یہ ہے کہ قیامت کے دن ان کا امتحان لیا جائے گا اور صرف امتحان میں کامیابی کی صورت میں ان کو بہشت میں داخل کیا جائے گا.[3]

ان روایات میں سے ایک روایت **تفسیر قمی** میں امام صادقؑ سے نقل ہوئی ہے کہ حضرت فاطمہ (س) نے دنیا سے چلے جانے والے شیعہ بچوں کی عالم ارواح میں تربیت کی ذمہ داری لی ہے .[4]

شیخ صدوقؒ نے بھی **کتاب توحید** میں امام صادقؑ سے نقل کیا ہے :

---

[1] جیسے بشارۃ المصطفیٰ میں عماد الدین طبری کی مسند روایت : ص 25، ح 7۔

[2] (وَ الَّذِینَ آمَنُوا وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِإِیمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ مَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَیْءٍ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِینٌ) طور، آیت 21۔

[3] دیکھیں : بحار الانوار : ج 5، ص 289، باب 13، الاطفال و من لم یتم علیھم الحجة ری الدنیا۔

[4] تفسیر القمی : ج 2، ص 232۔

((جس وقت کسی مومن کا بچہ اس دنیا سے چلا جاتا ہے تو ملکوت سے منادی آسمانوں اور زمین میں یہ صدا لگاتا ہے آگاہ ہو جاؤ فلاں بن فلاں فوت ہو گیا ہے،، پس اگر اس کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک یا اس کے رشتہ داروں میں سے کوئی ایک مر چکا ہو تو بچے کو اس کی سرپرستی میں دے دیا جاتا ہے وگرنہ اس بچے کو حضرت فاطمہ کو حوالے کر دیا جاتا. آپ، س، عالم برزخ میں اس بچے کی اس وقت تک تربیت کرتی ہیں جب تک اس بچے کے ماں یا باپ یا کوئی رشتہ دار اس کے ساتھ آکر ملحق نہیں ہوتا. پھر اس وقت اس بچے کو ان کے سپرد کر دیا جاتا ہے.))[1]
حضرت فاطمہ، س، کا یہ مادرانہ لطف و شفقت نہ صرف شیعوں کے شامل حال ہے بلکہ ان کے بچے بھی اس سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

عالم برزخ میں حضرت صدیقہ کبریٰ، س، کی عنایات سے اعتقاد کی تہذیبی تاثیر

گذشتہ نصوص کی بناپر شیعہ اپنی دینی زندگی میں حضرت فاطمہ، س، کے ساتھ اپنے معنوی ارتباط کو خصوصی اہمیت دیتے ہیں. دور و نزدیک سے حضرت صدیقہ کبریٰ، س، کی زیارت، ادب واحترام، امام حسینؑ کی عزداری کرکے حضرت فاطمہ، س، سے تقرب حاصل کرنا اس امید کے ساتھ کہ ان مجالس پر آپ، س، کی خاص نظر عنایت ہوتی ہے، اسی طرح اسی تقرب کی نیت کے ساتھ زیارت سید الشہداء پر توجہ، دینوی و آخروی حاجات کو برآوری کے لیے خود آپ، س، کا شہادت پر عزداری کرنا اور آپ، س، سے متوسل ہونا اور آپ، س، کے ذریعے خداوند عالم سے طلب شفاعت کرنا اسی معنوی ارتباط کے نمونے ہیں. شیعہ قرآن کریم، پیغمبر اکرمؐ اور اہل بیتؑ کی صریح تعلیمات کی اساس پر اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ حضرت فاطمہ، س، کی رحلت یا دور آپ، س، کے اپنے شیعوں کی طرف سے زیارات و توسلات اور ان کے حالات سے باخبر ہونے میں حائل نہیں.

---

[1] توحید: ص392، ح8 (دیکھیں الموسوعۃ الکبری عن فاطمہ الزھراء: ج24، ص280)۔

اور یہ اعمال خدا کے مورد پسند اور یقینا اخروی سعادت کا سبب ہیں جہاں حضرت فاطمہ ،س، کی خدمت میں ہدیہ زیارت و توسل پیش کرنے کے اُخروی نتائج مرتب ہوتے ہیں وہاں ایک اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ حضرت زہراء ،س، کی ایسی بعض تجلیات اس دنیامیں بھی قابل شہود ہیں جن کا شیعوں نے متعدد بار مشاہدہ کیا ہے۔

چند نمونے

وقت مرگ بعض افراد کا حضرت فاطمہ ،س،کے دیدار کی خبر دینا.

وہ سچے خواب جن میں حضرت فاطمہ ،س، کی زیارت نصیب ہوئی۔

وہ مکاشفے جو حضرت فاطمہ ،س، کی تجلیات پر مشتمل رہے ہیں

وہ مشکلات جو حضرت فاطمہ ،س،کے ساتھ توسل کرنے سے معجزانہ طور پر حل ہو گئیں

مکتوب و شفاہی شیعہ تاریخ ایسے نمونوں سے بھری پڑی ہے. اگرچہ فوق الذکر امور شیعہ افکار کے مطابق ان کے معارف اور عقائد کو ثابت کرنے کے لیے ملاک یا حجت نہیں لیکن ان تجربات سے کلی طور پر انکار بھی نہیں کیا جاسکتا خاص طور پر اس وقت جب ان کا واقع ہونا اہل بیتؑ بالخصوص حضرت صدیقہ ،س، کی اپنی شیعوں پر عنایت و لطف جیسے اصول ثابت ہو چکے ہوں. علاوہ براین یہ امور فقہ اور شرعی و عقلی حجتوں سے ثابت شدہ دینی اصولوں کے موافق ہیں۔

کلامی مباحث کی طرف ایک اشارہ

حضرت زہرا علیھا السلام اور عالم برزخ کی بحث کے اختتام پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ عالم خواب میں پیغمبر اکرم ﷺ اور اہل بیت علیہم السّلام کی زیارت کرنا اور محتضر افراد کا ان ازوات کا دیدار کرنا شیعہ کلام میں موجود ہے۔ اس قسم کی کلامی ابحاث پر بعض افراد نے مستقل کتابیں تالیف کی ہیں۔ آٹھویں صدی ہجری کے معروف عالم دین مرحوم حسن بن سلیمان حلیؒ کی کتاب " المحتضر" کا

شمار انہی کتب میں ہوتا ہے۔ مرحوم محدث نوریؒ اس قسم کی کلامی مباحث کو اپنی کتاب "دارالسلام فیما یتعلق بالرؤیا والمنام" میں الفصل الثامن فی رؤیۃ النبی والائمۃ فی المنام کے عنوان سے لیکر آئے ہیں۔ ان مباحث کا ایک حصہ اہل بیت علیہم السّلام کے ساتھ ملاقات کی کیفیت اور محتضر یا خواب دیکھنے والے افراد کے لیے ان اذوات کی تجلّی اور تمثّل کے معنی کے بیان کے بارے میں ہے جبکہ دوسرا حصّہ اس بات کی تحقیق کے بارے میں ہے کہ آیا اس قسم کا دیدار ممکن بھی ہے یا نہیں؟ فوق الذکر مباحث کو تفصیل سے پیش کرنا اس مقالہ میں ممکن نہیں۔ یہاں ہم فقط اس باب میں نقل ہونے والی علامہ مجلسیؒ کی عبارت ذکر کریں گے جبکہ موضوع میں دلچسپی رکھنے والے قارئین کو مفصّل منابع ومآخذ کا حوالہ دیں گے۔

علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں اس ضمن میں فرماتے ہیں " جان لو کہ پیغمبر اکرم ﷺ اور آئمّہ علیہم السّلام کا وقت مرگ تشریف لانا ایسے امور میں سے ہے جن کے بارے میں اخبار و روایات ہم تک استفاضہ کی حد تم پہنچی ہیں اور ان پر شیعوں کا اعتقاد انتہائی شہرت رکھتا ہے اور جن کا انکار ہمارے بزرگوں کے طریق وسیرت سے بہت دور ہے۔

ان اذوات کے حضور کی کیفیّت کے بارے میں تحقیق کرنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ اس موضوع اور اس قبیل کے دوسرے موضوعات میں جو کچھ بھی ان حضرات سے ہم تک پہنچا ہے اس پر اجمالی ایمان ہے کافی ہے۔[1]

2۔ حضرت فاطمہ علیہاالسلام قیامت میں

قیامت کی شناخت کا بہترین راستہ کتاب خدا ہے جس میں جگہ جگہ قیامت کی نشانیاں بتائی گئی ہیں۔

[1] بحارالانوار: ج 6، ص 200، کتاب العدل والمعاد، باب ما یاین المؤمن والکافر عند الموت و حضور الآئمۃ علیہم السلام عند ذلک و اند الدفن و عرض الاُعمال علیہم صلوات اللہ علیہم۔ علامہ مجلسی نےؒ اسی بحث میں موجود اہم آراء کا تجزیہ بھی کیا ہے اور استبعادات پر نقد کیا ہے۔

"پوچھتے ہیں کہ قیامت کب ہو گی؟ (کہدو) جب آنکھیں چندھیا جائیں گی اور چاند گہنا جائے اور سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں گے، اس دن انسان کہے گا کہ (اب) کہاں بھاگ جاؤں؟ بے شک کہیں پناہ نہیں، اس روز پروردگار ہی کے پاس ٹھکانا ہے، اس دن انسان کو جو (عمل) اس نے آگے بھیجے اور پیچھے چھوڑے ہوں گے سب بتا دیئے جائیں گے، بلکہ انسان آپ اپنا گواہ ہے اگرچہ عذر و معذرت کرتا ہے[1]، تو جب (قیامت کا) غل مچے گا، اس دن آدمی اپنے بھائی سے دور بھاگے گا اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے، اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹے سے، ہر شخص اس روز ایک فکر میں ہوگا جو اسے (مصروفیّت کے لیے) بس کرے گا۔[2]

اس حصے میں ہماری یہ کوشش رہے گی کہ نفسا نفسی کے اس دن دختر رسول اکرم ﷺ کے حضور کی کیفیت کو بیان کریں۔

1۔2 میدان محشر میں آمد

حضرت فاطمہ علیہا السلام کی قیامت کے دن میدان محشر میں آمد پر بہت سی روایات نقل ہوئی ہیں جو سب کی سب صدیقہ کبری علیہا السلام کی صحرائے محشر میں پر جلال و پر شکوہ آمد کی حکایت کرتی ہیں۔ حاکم نیشاپوری حضرت ابوہریرہ سے نقل کرتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

" قیامت کے دن انبیاء علیہم السّلام مرکب پر سوار محشر میں اپنی قوم کے مؤمنین کے ساتھ ملاقات کریں گے۔ صالح علیہ السّلام اپنی ناقہ پر اور میں براق پر سوار ہو کر مبعوث ہونگا کہ جس کا ہر قدم تا حد نگاہ کی مسافت کو طے کرے گا جبکہ فاطمہ علیہا السلام میرے آگے ہو نگی "[3]

ایک اور حدیث اسی مضمون کے ساتھ وارد ہوئی ہے کہ

---

[1] سورہ قیامت، آیات 6۔15

[2] سورہ عبس، آیات 33۔37

[3] المستدرک علی الصحیحین: ج 3، ص 152۔ حاکم نے اس حدیث کی سند کو مسلمہ شروط سے مطابقت کی وجہ سے صحیح جانا ہے۔

"فاطمہ علیہا السلام، حسن اور حسین علیہما السّلام دو بہشتی شتروں پر سوار ہونگے اور علی علیہ السّلام میرے ساتھ براق پر سوار ہو کر مبعوث ہونگے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی اپنے اونٹ پر سوار مبعوث ہو کر اذان دیں گے"۔[1]

جناب سیّدہ علیہا السلام شتر پر سوار ہو کر صحرائے محشر میں وارد ہونگی جبکہ آپؑ کے ہمراہ تین لاکھ ملک اور حوریں ہوں گی، ان کے متعلق شیعہ منابع میں بہت سے مطالب موجود ہیں۔ قیامت کے حیرت انگیز واقعات میں سے رسول خدا ﷺ، امام علی علیہ السّلام اور حضرت صالح علیہ السّلام کے ہمراہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کی آمد ہے۔ اس بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے دن چار افراد کے علاوہ کوئی بھی سوار نہیں ہوگا۔ میں براق پر، میری بیٹی عضباء (حضور کی ناقہ) پر، صالح علیہ السّلام اپنی اونٹنی پر اور علی علیہ السّلام ایک بہشتی شتر پر سوار ہونگے کہ جس کی مہار یاقوت کی ہوگی اور جس پر سبز زیور آویزاں ہونگے"۔[2]

اس روایت کے محکم متن کی وجہ سے اس کی سند میں تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں رہ جاتی کیونکہ اس مضمون کی تائید میں بہت سی دوسری روایات بھی موجود ہیں، منجملہ ایک روایت جو روز قیامت نبی اکرم ﷺ اور جناب سیّدہ علیہا السلام کی ملاقات کے بارے میں علامہ مجلسیؒ نے نقل کی ہے۔[3]

---

[1] کنز العمال" ج 6، ص 193۔

[2] "لن یرکب یومئذ الا اربعة انا و علی و فاطمه علیها السلام و صالح نبی الله، اما انا فعلی البراق و اما فاطمة ابنتی فعلی ناقتی الغضباء۔۔۔" خصال: ص 204؛ روضۃ الواعظین: ص 108؛ تفسیر نور الثقلین: ج 1، ص 715؛ بحار الانوار: ج 7، ص 232

[3] بحار الانوار، ج، 7، ص 110 بمطابق نقل از نامع الاخبار ابن خزار قمی ایک اور طریق سی تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ ابوذر نے نقل کیا ہے۔ دیکھیں کفایۃ الاثر: ص 5؛ بحار الانوار: ج 36، ص 288؛ مسند فاطمہ علیہا السلام: ص 416 اور ابن شاذن نے بھی تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ اس کو ذکر کیا ہے، الفضائل: ص 161؛ بحار الانوار: ج 22، ص 507؛ مستدرک الوسائل: ص 245؛ البعث والنشورۃ ص 23؛ احقاق الحق؛ ج 25، ص 527۔

روز قیامت سواروں کے متعلق یہ روایات (جن میں چار سواروں کا ذکر آیا ہے) سواروں کے بارے میں بہت سی دوسری روایات کے ساتھ متصادم ہیں اس لیے ظاہراً ایسا لگتا ہے کہ یہ روایات روز قیامت کے بعض مواقف کے ساتھ مختص ہیں۔ اس نظریے کی تائید میں ایک روایت بھی آئی ہے کہ " قیامت کے دن ایک ایسا وقت آئے گا جب ہم چار کے علاوہ کوئی بھی سوار نہیں ہو گا" [1]

حاکم نیشاپوری نے حضرت علی علیہ السّلام سے نقل کیا ہے کہ:

"میں نے سنا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: روز قیامت منادی پردے کے پیچھے سے صدا دے گا! اے اہل محشر! اپنی آنکھیں بند کر لو تا کہ دختر رسول حضرت فاطمہ علیہا السلام گزر جائیں"۔ [2]

حاکم نے اس حدیث کو ایک اور سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ " پس فاطمہ علیہا السلام گزریں گی درحالیکہ آپؑ نے سبز رنگ کے دو لباس پہنے ہو نگے" [3]

اس حدیث کو ہیثمی [4] اور ابن اثیر [5] نے طبرانی اور محب الدین طبری [6] نے نقل کیا ہے؛ خطیب بغدادی نے بھی دو اسناد کے ساتھ حضرت عائشہ سے نقل کیا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

" قیامت کے دن منادی ندا دے گا، اے لوگو! اپنے سروں کو جھکا لو تا کہ فاطمہ علیہا السلام گزر جائیں"۔ [7]

---

[1] تفسیر قمی: ج 1، ص 128 و بحار الانوار: ج 7، ص 328۔

[2] المستدرک علی الصحیحین: ج 3، ص 153۔ حاکم نیشاپوری نے اس حدیث کو بخاری اور مسلم کی شروط کے مطابق صحیح جانا ہے۔

[3] ایضا، ص 161۔

[4] مجمع الزوائد: ج 9، ص 212۔

[5] اسد الغابۃ: ج 5، ص 531۔

[6] ذخائر العقبی: ص 48۔

[7] تاریخ بغداد: ج 8، ص 141۔

یہ روایت مختلف مضامین اور اسناد کے ساتھ اہل سنّت کے مصادر میں بھی نقل ہوئی ہے۔[1] اس روایت کا مضمون شیعہ منابع میں زیادہ تفصیل کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔ نمونہ کے طور پر، ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"قیامت کے دن میری بیٹی فاطمہ علیہا السلام جنّت کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر سوار ہو گی جبکہ جبرائیل علیہ السّلام اس اونٹ کی مہار تھامے ہونگے اور ندا دے رہے ہونگے: اپنی آنکھیں بند کر لو تا کہ بنت رسول خدا گزر جائیں۔ اس دن حضرت فاطمہ علیہا السلام کے عبور کرنے کے لیے ہر پیغمبر، صدیق اور شہید سبھی اپنی آنکھیں بند کرلے گا۔[2]

2-2 چاہنے والوں کے لیے شفاعت سیّدہ علیہا السلام

شفاعت شیعوں کے اعتقادی مسائل میں سے ہے۔ شیعہ کے نزدیک شفاعت سے مراد گناہوں کی بخشش اور مغفرت کی وساطت و وسیلہ ہے، اس لیے یہ عقیدہ معتزلہ کے عقیدے کے خلاف ہے کیونکہ ان کا یہ ماننا ہے کہ جو شخص بھی توبہ کیے بغیر مر جائے اس کی شفاعت و مغفرت نہیں ہو سکتی، بالکل اسی طرح اشعریوں کے عقیدے کے بھی خلاف ہے جس میں ان کا ماننا ہے کہ سبھی کی مغفرت ہو جائے گی۔[3]

روز قیامت شفاعت حضرت فاطمہ علیہا السلام کے سلسلہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعدد روایات نقل ہوئی ہیں جن میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

---

[1] ذخائر العقبی: ص 48، کنز العمال: ج 6، ص 218؛ الصواعق المحرقۃ: ص 113 اور مسند فاطمہ علیہا السلام: ص 397۔

[2] " اذا کان یوم القمۃ تقبل ابنتی فاطمۃ علی ناقۃ من نوق الجنۃ مدبحۃ الجنبین و جبرئیل آخذ بخطام الناقۃ ینادی باعلی صوتہ۔۔۔ " روضۃ الواعظین: ج 1، ص 148؛ مناقب آل ابی طالب: ج 3، ص 327، بحار الانوار: ج 43، ص 219؛ بشارۃ المصطفیٰ: ص 18۔ تھوڑے سے فرق کے ساتھ دیکھیں: روضۃ الواعظین: ج 1، ص 148؛ السرائر: ج 2، ص 601؛ امالی صدوق: ص 69۔

[3] آشنائی با علوم اسلامی: کلام، ص 181-

"اے فاطمہ علیہا السلام ! تمہیں مبارک ہو، خداوند متعال کے نزدیک تمہارا بہت مقام ہے اور تم اپنے محبّوں کی شفاعت کروگی۔"[1]

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

"میری بیٹی فاطمہ علیہا السلام اپنی اولاد اور شیعوں کے ساتھ جنّت میں داخل ہوگی، باخدا یہ وہی قولِ خدا ہے کہ فرمایا" ان کو (اس دن کا) بڑا بھاری خوف غمگین نہیں کرے گا۔"[2]

اسی طرح فرمایا:

"خداوند متعال نے قیامت کے دن میری بیٹی فاطمہ علیہا السلام، اس کی اولاد اور ان کے چاہنے والوں کو دوزخ کی آگ سے دور کردیا"[3]

3 جناب زہرا علیہا السلام اور بہشت بریں

(شیعہ و سنّی) منابع میں ایسے روایات کثرت کے ساتھ موجود ہیں جن میں صدیقہ کبری علیہا السلام کو بہشتی کہا گیا ہے، حتی آپؑ پر بہشت کو واجب جانا گیا ہے؛ ایک روایت میں رسول اکرم ﷺ نے آپؑ کے بارے میں فرمایا:

"بے شک فاطمہ علیہا السلام نے اپنے دامن کو پاک رکھا اور خدا نے ان کی اولاد اور ذرّیت پر دوزخ کی آگ کو حرام کردیا۔"[4]

---

[1] " یا فاطمة البشری فلك عند الله مقام محمود تشفعين فيه لمحبيك و شيعتك فتشفعين" کنز الفوائد: ۔س 63؛ العدد القویۃ: ،، ص 225؛ وسائل الشیعۃ: ج 11، ص 518؛ بحار الانوار: ج 29، ص 346۔

[2] "تدخل فاطمة ابنتی الجنة و ذریتها و شیعتها و ذلك قوله تعالی (لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَ تَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ) (الأنبیاء، 103)؛ بحار الانوار: ج 7، ص 336 اور ج 43، ص 63۔

[3] "ان الله عز و جل فطم ابنتی فاطمة و ولدها و من احبهم من النار" ذخائر العقبی: ص 26، فضل آل البیت: ص 98۔

[4] ان فاطمة احصنت فرجها، فحرم الله ذریتها علی النار، کتاب من لایحضره الفقیه؛ ج 3، ح 4382؛ ذکر اخبار اصفہان: ج 1، ص 77

امام صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ امام باقر علیہ السّلام نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے والد، اسی طرح انہوں نے اپنے والد اور یوں سلسلہ آگے بڑھتا ہوا امام علی علیہ السّلام تک پہنچا جنہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ خطاب نقل کیا ہے کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

" جس وقت فاطمہ علیہا السلام جنّت کے دروازے پر پہنچیں گی تو پلٹ کر دیکھیں گی، خدا فرمائے گا: اے میرے حبیبؐ کی دختر! اپنا چہرہ کیوں پلٹایا جبکہ ہم تمہیں جنّت بھیج چکے؟ حضرت فاطمہ علیہا السلام کہیں گی: اے میرے پروردگار! میں اس دن اپنی قدر وارزش جاننا چاہتی ہوں۔ خداوند متعال فرمائے گا: اے دخترِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پلٹ کر دیکھو کہ کس کس کے دل میں تمہاری یا تمہاری اولاد میں سے کسی ایک کی محبت ہے؟ اس کا ہاتھ پکڑ کر جنّت میں لے جاؤ۔ حضرت باقر علیہ السّلام نے فرمایا: خدا کی قسم، جابر! اس دن سیّدہ علیہا السلام اپنے شیعوں کو اس طرح چن لیں گی جسطرح پرندہ اچھّے دانوں کو برے دانوں سے الگ کرلیتا ہے۔ جس وقت آپؑ کے شیعہ جنّت کے قریب آکر جمع ہونگے تو خدا ان کے دل میں یہ بات ڈالے گا کہ وہ کھڑے ہو جائیں اور پلٹ کر دیکھیں، خدا ان سے کہے گا کہ اے میرے بندو! پلٹے کیوں ہو اور کیا دیکھ رہے ہو؟ باوجود اس کے کہ میرے حبیبؐ کی بیٹی نے تمہاری شفاعت کردی ہے۔ وہ کہیں گے: پروردگار! آج ہم اپنی قدر و قیمت جاننا چاہتے ہیں تو خدا ان سے کہے گا کہ واپس جاؤ اور جو جو تمہیں حبّ فاطمہ علیہا السلام کی وجہ سے دوست رکھتا تھا، حبّ فاطمہ علیہا السّلام کی وجہ سے تمہیں کھانا کھلاتا، محبّت فاطمہ علیہا السلام کہ خاطر لباس دیتا، فاطمہ علیہا السلام سے عقیدت کی وجہ سے تمہیں پانی پلاتا یا حبّ فاطمہ علیہا السلام کی وجہ سے تمہیں غیبت سے دور رکھتا تھا، اس کو دیکھو، اس کا ہاتھ تھامو اور جنّت میں لے آؤ" [1]

[1] تفسیر فرات: ص 219؛ بحار الانوار: ج 43، ص 64؛ ناسخ التواریخ: ص 383۔

3-2 گنہگاروں کے لیے شفاعت فاطمہ علیہا السلام

محمد بن مسلم روایت کرتے ہیں کہ امام باقرؑ نے فرمایا:

" حضرت فاطمہ علیہا السلام جہنّم کے دروازے پر خصوصی طور پر توقّف فرمائیں گی، قیامت کے دن ہر شخص کی پیشانی پر اس کا مومن یا کافر ہونا لکھا ہو گا۔ ایسے محبّ کو جس کے گناہ زیادہ ہونگے، اس کو حکم دیا جائے گا، جہنم کی آگ میں چلا جائے، ایسے میں جناب سیّدہ علیہا السلام اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان دیکھیں گی کہ یہ ان کا محبّ ہے، اس وقت کہیں گی: اے میرے مولا و آقا! تو نے میرا نام فاطمہ علیہا السلام رکھا اور میرے ذریعے مجھ سے اور میری اولاد سے محبت کرنے والے کو آتش دوزخ سے دور کرے گا اور تیرا وعدہ حق ہے اور تو اپنی دی ہوئی خوشخبری کے خلاف نہیں کرتا "[1]

سند کی تحقیق

یہ حدیث شیخ صدوقؒ نے محمد بن موسی بن متوکل کے طریق سے نقل کی ہے۔ ابن المتوکل کی وثاقت میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ علامہؒ، ابو داوُدؒ اور آیت اللہ خوئیؒ نے اس کو موثق جانا ہے اور ابن طاوُسؒ نے فلاح السائل میں یہ دعوی کیا ہے کہ ان کی وثاقت پر اتّفاق پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ شیخ صدوقؒ نے ان سے متعدد روایات نقل کی ہیں اور ابن المتوکل پر اعتماد کیا ہے۔[2] اس روایت کی سند میں موجود محمد بن سنان کے بارے میں مختلف آراء موجود ہیں لیکن تحقیق سے پتا چلتا ہے کہ وہ بھی ثقہ ہے کیونکہ شیخ مفیدؒ نے الارشاد میں اور علی بن ابراہیمؒ اور دوسرے اکابر نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔ محمد بن سنان کی مذمت میں آنے والی روایات یا تو ضعیف ہیں یا اصلاً ان کے ضعف پر دلالت نہیں کرتیں۔ اس کے علاوہ ایسی روایات بھی موجود ہیں جن میں

---

[1] علل الشرائع: ج1، ص179، بحار الانوار: ج8، ص50؛ مسند فاطمہ علیہا السلام: ص396۔

[2] معجم رجال الحدیث: ج17، ص284۔

واضح ہے کہ محمد بن سنان اہل بیت علیہم السّلام کا محبّ اور موالی تھا، اسی لیے شیخ طوسیؒ نے کتاب "الغیبۃ" میں اسے ممدوح جانا ہے۔[1]

4-2 پل صراط پر صدیقہ کبری علیہا السلام کا اپنا مہر طلب کرنا

بعض کا کہنا ہے جس وقت حضرت فاطمہ علیہا السلام نے سنا کہ آپؑ کے والد آپؑ کا عقد کرنے جا رہے ہیں اور مہر کے طور پر کچھ درہم مقرر کیے ہیں تو آپؑ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائیں اور عرض کیا: لوگوں کی بیٹیوں کی شادی میں مہر کے طور درہم مقرر ہوتے ہیں پس مجھ میں اور ان میں کیا فرق رہ جائے گا؟ میں آپؐ سے یہ چاہتی ہوں کہ خدا میرا مہر امتّ کے گنہگاروں کی شفاعت قرار دے۔ اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السّلام حریر کے ورق کے ساتھ نازل ہوئے، جس پر لکھا ہوا تھا:

"خدا نے مہر فاطمہ علیہا السلام ان کے والد کی امتّ کے گنہگاروں کی شفاعت مقرر کیا"

جس وقت جناب سیّدہ علیہا السلام کا وقت شہادت نزدیک ہوا تو آپؑ نے یہ وصیت فرمائی کہ اس ورق کو آپؑ کے کفن میں آپؑ کے ساتھ رکھ دیا جائے اور پھر فرمایا: قیامت کے دن جب میں محشور ہونگی اس وقت اس ورق کو اپنے ہاتھ میں تھام کر اپنے بابا کی امتّ کے گنہگاروں کی شفاعت کروں گی۔[2]

نسفی نے بھی نقل کیا ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام نے پیغمبرؐ سے اپنا مہر آپؐ کی امتّ کی شفاعت مقرر کرایا تاکہ پل صراط کو عبور کرتے وقت اس کا مطالبہ کر سکیں۔[3]

ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام نے امام علی علیہ السّلام سے فرمایا:

---

[1] ایضا۔

[2] اخبار الدول وآثار الاول: ص88؛ احقاق الحق: ج10، ص367۔

[3] نزہۃ المجالس: ج2، ص225۔

" یا علی علیہ السّلام جب مجھے دفن کرنے لگنا تو یہ ورق میرے کفن میں رکھ دینا اور اس کو مت پڑھنا۔ جب حضرت علی علیہ السّلام نے جناب سیّدہ علیہا السلام کو ان کے بابا کے حق کا واسطہ دے کر خط کے مضمون بارے پوچھا تو فرمایا: جب میرے بابا نے میری شادی آپؑ سے کی تو فرمایا: اے فاطمہ علیہا السلام ! کیا تم راضی ہو کہ میں چار سو درہم مہر کے عوض تمہارا عقد علیؑ سے کے ساتھ کر دوں؟ میں نے کہا: میں علیؑ سے (عقد پر) راضی ہوں لیکن چار سو درہم مہر پر نہیں۔ اس وقت جبرائیل علیہ السّلام نازل ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ! خدا فرماتا ہے: " میں نے جنّت و ما فیہا سب کو فاطمہ علیہا السلام کا مہر قرار دیا" میں نے کہا: میں راضی نہیں، فرمایا: اے فاطمہ علیہا السلام ! کیا چاہتی ہو؟ میں نے کہا: آپؐ کا دل ہمیشہ اپنی امّت کے لیے دردمند رہتا ہے، مجھے امّت (کی شفاعت) چاہیئے۔ جبرائیل علیہ السّلام واپس چلے گئے اور اس ورق کے ساتھ آئے کہ جس پر تحریر تھا: " میں نے امّت محمد ﷺ کو فاطمہ علیہا السلام کا مہر مقرر کیا"۔ قیامت کے دن یہ کاغذ اپنے ہاتھ میں تھاموں گی اور کہوں گی: خدایا ! یہ ہے امّت محمدیہ ﷺ کی شفاعت کا پروانہ۔ "[1]

2-5 حضرت فاطمہ علیہا السلام اور قاتلان امام حسین علیہ السّلام

قیامت کے دن حضرت فاطمہ علیہا السلام اگرچہ امّت کے بہت سے افراد کی شفاعت کریں گی لیکن بہت سے ایسے بھی ہونگے جن پر آپؑ شدید ناراضگی کا اظہار کریں گی اور خداوند جبّار سے ان پر عذاب کی درخواست کریں گی اور قاتلان حسین علیہ السّلام انہی افراد میں سے ہونگے۔ روایت میں منقول ہے کہ جناب سیّدہ علیہا السلام ایک بہشتی ناقہ پر سوار ہو کر میدان محشر میں تشریف لائیں گی اور پھر اس ناقہ سے اتر کر اپنے بیٹے حسین علیہ السّلام کا خون سے بھرا کرتا ہاتھ میں لیے یہ کہیں گی: یہ کرتا میرے بیٹے کا ہے اور خدایا تو خود جانتا ہے کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ پھر

---

[1] الکوکب الدری: ص 253-254؛ الکبریت الاحمر: ج 3، ص 283؛ الجنۃ العاصمۃ: ص 79؛ مسند فاطمہ علیہا السلام: ص 284۔

خداوند متعال کی جانب سے یہ آواز آئے گی اور آپؑ کی خواہش پوچھی جائے گی۔ اس وقت آپؑ خدا سے قاتلان حسین علیہ السّلام کے مقابل مدد طلب کریں گی اور جہنم کی آگ قتل حسین علیہ السّلام میں شریک ہونے والوں کو ایسے چن کر نگل جائے گی جیسے پرندہ دانے چنتا ہے، اور ان قاتلوں کو طرح طرح کے عذاب چکھائے جائیں گے [1]

ایک حدیث میں شیخ صدوق امام علی بن موسی الرضا علیہ السّلام سے اور آپؑ اپنے اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداﷺ نے فرمایا:

" میری بیٹی (فاطمہ علیہا السلام) قیامت کے دن اس حال میں محشور ہو گی کہ اس کے ہاتھ میں خون سے بھرا ایک لباس ہوگا جسے وہ عرش کے ستون کے ساتھ آویزاں کرکے کہے گی: اے عادل خدا! میرے اور میرے بیٹے حسین علیہ السّلام کے قاتلوں کے درمیان فیصلہ کر، رسول خداﷺ نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم، خداوند متعال میری بیٹی کے حق میں فیصلہ کرے گا۔" [2]

اس حدیث کی بنیاد پر حضرت فاطمہ علیہا السلام اپنے بیٹے کے قاتلوں سے سخت اور دردناک انتقام لیں گی۔ اس کے علاوہ دوسرے روایات میں ہے کہ قیامت کے دن قاتلان حسین علیہ السّلام سے انتقام کے علاوہ جناب سیّدہ علیہا السلام عزاداری برپا کریں گی اور مقرّب ملائکہ، انبیاء علیہم السّلام اور مومنین آپؑ کی مصیبت میں اشک بہائیں گے۔ [3]

---

[1] اس حدیث کی سند میں کوئی اشکال نہیں ہے مگر سند میں محمد بن علی بن موسی مجهول الحال ہے۔ شائید اس سے مراد شیخ صدوق ہوں، ہر صورت میں اس حدیث کی صحت پر دلالت کرنے والے قرائن موجود ہیں۔

[2] العیون: ج 2، ص 8، ح 337؛ بحار الانوار: ج 43، ص 220؛ المناقب: ابن مغازلی، ص 64؛ مودة القربی: الهمدانی، ص 104 اور حدیث کے آخر میں اضافہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں" اللهم جشفعنی فیمن بکی فی مصیبته" اور دیکھیں احقاق الحق: ج 25، ص 218-229 اور 233، مسند فاطمہ علیہا السلام: ص 395؛ اسی طرح اسی مضمون کی دوسری روایت بھی موجود ہے: دیکھیں امالی صدوق: ص 25، بحار الانوار: ج 43، ص 219؛ عوالم العلوم: غایة المرام: ص 594؛ روضة الواعظین: ص 148

[3] بحار الانوار: ج 7، ص 127، ج 43، ص 222-223؛ العوالم: ج 11، ص 317؛ مسند فاطمہ علیہا السلام: ص 396۔

6-2 قیامت کے دن حضرت فاطمہ علیہا السلام کی پیغمبر اکرم ﷺ کے ساتھ ملاقات

امام علی علیہ السّلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

"حضرت فاطمہ علیہا السلام نے رسول خدا ﷺ سے عرض کیا: اے والد گرامی! میں قیامت کے دن آپؐ سے کہاں ملاقات کروں گی؟ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: بہشت کے دروازے پر جب میں نے پرچم حمد اٹھایا ہو گا اور اپنی امّت کی خدا سے شفاعت کر رہا ہوں گا۔ جناب فاطمہ علیہا السلام نے عرض کیا: اگر میں آپؐ سے وہاں ملاقات نہ کر پائی؟ پیغمبر ﷺ نے فرمایا: تو پھر تم مجھے حوض کے کنارے ملو گی جب میں اپنی اتّباع کرنے والوں کو آب کوثر سے سیراب کر رہا ہوں گا۔ جناب فاطمہ علیہا السلام نے عرض کیا: اور اگر میں وہاں بھی آپؐ سے نہ مل پائی؟ حضور ﷺ نے فرمایا: تو پھر تم مجھے صراط پر ملو گی جہاں میں کہہ رہا ہوں گا: خدایا! میرے نقش قدم پر چلنے والوں کو سلامتی عطا فرما۔ جناب صدیقہ کبری علیہا السلام نے عرض کیا: اگر وہاں بھی آپؐ سے نہ مل پائی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: پھر تم مجھے میزان پر پاؤ گی اور میں کہہ رہا ہوں گا: خدایا! میرے راستے پر چلنے والوں کی خیر ہو۔ عرض کیا: اگر وہاں بھی آپؐ کو نہ دیکھ پائی؟ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: تو پھر تم مجھے اس جگہ ملو گی جہاں سے لوگوں کو جہنم میں پھینکا جائے گا اور میں اپنے پیروکاروں کو آتش دوزخ سے محفوظ کر رہا ہوں گا۔ یہ باتیں سننے کے بعد جناب صدیقہ کبری علیہا السلام خوشحال و مسرور ہو گئیں۔[1]

[1] ترتیب الامالی: ج 1، ص 485؛ امالی صدوق: ص 227، مجلس 46، ح 12؛ بحار الانوار: ج 8، ص 35 اور ج 43، ص 31؛ ناسخ التواریخ: ص 291؛ مسند فاطمہ علیہا السلام: 393

طبرانی نے رسول خدا ﷺ سے نقل کیا ہے کہ فاطمہ علیہا السلام پاک دامن تھیں اور اپنے عفت اور پاکدامنی کی وجہ سے آپؑ اور آپؑ کی ذریت بہشت میں جائیں گے۔[1] اس باب میں ہم آپؑ کے جنّت میں احوال کا تذکرہ کریں گے۔

3/1 جناب زہرا علیہا السلام کا جنّت میں بغیر حساب کے داخل ہونا

قمیؒ اپنے والد اور وہ سلیمان الدیلمی اور وہ ابو بصیر سے نقل کرتے ہیں کہ امام صادق نے فرمایا:

" قیامت کے دن محمد ﷺ کو ندا دی جائے گی، آپؐ نے زرد رنگ کا لباس پہن رکھا ہو گا اور آپؐ عرش کے دائیں طرف کھڑے ہوں گے، پھر ابراہیم علیہ السّلام کو بلایا جائے گا اور آپؑ نے سفید لباس پہن رکھا ہو گا اور آپؑ پیغمبر اکرم ﷺ کے دائیں طرف علیہ السّلام کھڑے ہوں گے، اس کے بعد امیر المومنین علیہ السّلام کو بلایا جائے گا اور آپؑ نے زرد رنگ کا لباس پہن رکھا ہو گا اور آپؑ ابراہیم علیہ السّلام کے بائیں جانب کھڑے ہوں گے، پھر حسن علیہ السّلام کو بلایا جائے گا اور آپؑ نے بھی زرد رنگ کا لباس پہن رکھا ہو گا اور آپؑ امیر المومنین کے دائیں طرف کھڑے ہوں گے، پھر حسین علیہ السّلام کو بلایا جائے گا اور آپؑ نے بھی زرد رنگ کا لباس پہن رکھا ہو گا اور آپؑ حسن علیہ السّلام کے دائیں طرف کھڑے ہوں گے، اس کے بعد تمام آئمہؑ علیہم السّلام کو ایک ایک کرکے بلایا جائے گا اور سب نے زرد لباس زیب تن کیا ہوگا اور سب اپنے سے پہلے والے امام کے دائیں جانب آکر کھڑے ہو جائیں گے۔ پھر آپؑ کے شیعوں کو آواز دی جائے گے جو اپنے آئمہؑ علیہم السّلام کے پیچھے آکر کھڑے ہو جائیں گے، اس کے بعد حضرت فاطمہ علیہا السلام کو ان کی اولاد اور ان کے شیعوں کے ہمراہ بلا کر پروردگار ندا دے گا کہ ۔۔۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ جنّت میں

[1] المعجم الکبیر، طبرانی، ج3، ص 42۔

چلے جائیں اور یہ قول خداوند متعال ہے کہ "تو جو شخص آتش جہنم سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا، وہ مراد کو پہنچ گیا"[1]

اس روایت کی سند میں سلیمان الدیلمی سلیمان بن زکریا اور سلیمان بن عبداللہ میں مشترک ہیں اور علامہ حلیؒ نے خلاصۃ الاقوال میں ابن عضائری سے نقل کرتے ہوئے اس کو کذاب اور غالی شمار کیا ہے، دوسرے طرف آیت اللہ خوئیؒ نے ان دونوں کے اتحاد (ایک ہونے) کی بات کی ہے یعنی یہ دونوں در حقیقت ابن زکریا ہی ہے، اس بنیاد پر الدیلمی ضعیف ہے، لیکن اثبات اتحاد کی بات کرنا دونوں کے اتحاد کی دلیل نہیں ہو سکتی جیسا کہ ابن عضائری کی تضعیفات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور اس مسئلہ کی طرف خود آیت اللہ خوئیؒ نے اپنی کتاب رجال میں تصریح کی ہے۔[2] مامقانیؒ اس مورد میں اس کے ضعیف اور مجہول ہونے میں مردّد ہیں[3] اور آقا بہبہانیؒ تضعیفات ابن عضائری کے ضعف کی وجہ سے اس کے صلاح حال کی طرف مائل ہیں[4]؛ لیکن چونکہ تفسیر قمی کے رجال کی توثیق ہوئی ہے اس لئے اس تضعیف کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اس کے علاوہ ہمیں اس روایت میں کہیں بھی غلو نظر نہیں آتا مگر یہ کہ ہم ہر اس شخص کو غالی کہنا شروع کر دیں جو فضائل نقل کرتا ہو؛ اس صورت میں رجال میں سوائے ناصبیوں کے کہ جنہوں نے فضائل کے سلسلہ میں سکوت اختیار کیا یا ان فضائل کو دوسروں سے منسوب کیا، کوئی بھی موثّق نہیں رہے گا۔6

3/2 فاطمہ علیہا السلام، سب سے پہلی بہشتی

[1] "فمن زحزح عن النار وادخل الجنتہ فرد فاز" سورہ آل عمران، آیت 185۔ اور تفسیر قمی: ج 1، ص 128

[2] معجم رجال الحدیث: ج 8، ص 261۔

[3] تنقیح المقال: ج 2، ص 61۔

[4] ایضا

شیعہ سنی کتب میں ایسی روایات موجود ہیں جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جنّت میں سب سے پہلے حضرت فاطمہ علیہا السلام داخل ہو نگی؛ متقی ہندی نے ابوالحسن احمد بن میمون سے اور رافعی نے ابی زید مدنی سے نقل کیا ہے کہ رسول خداﷺ نے فرمایا:

"جنت میں سب سے پہلے فاطمہ علیہا السلام بنت محمد داخل ہوں گی، اس امّت میں ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے بنی اسرائیل میں مریم علیہا السّلام کی"۔[1]

اسی طرح حضرت ابوہریرہ سے منقول ایک اور روایت میں ہے کہ رسول خداﷺ نے فرمایا:

"جنّت میں سب سے پہلے فاطمہ علیہا السلام بنت محمﷺد داخل ہوں گی،[2] اس امّت میں ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے بنی اسرائیل میں مریم علیہا السّلام کی"۔[3]

3/3 جناب فاطمہ علیہا السلام کے جنت میں ورود کی کیفیت

حضرت فاطمہ علیہا السلام کی جنّت میں تشریف آوری کی کیفیت بارے منابع میں بہت خوبصورت تعبیرات آئی ہیں۔ محبّ الدین طبری نے امام علی علیہ السّلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خداﷺ نے فرمایا:

"میری بیٹی فاطمہ علیہا السلام قیامت کے دن اس حالت میں محشور ہو گی کہ اس نے جامہ کرامت زیب تن کیا ہو گا، ایک ایسا لباس جو آب حیات سے آمیختہ ہو گا اور سب آپؑ کو حیرت سے دیکھ رہے ہو نگے، پھر آپؑ جنّت سے آئے ایک لباس پہنیں گی کہ جس پر لکھا ہو گا" بنت رسول ﷺ کو با

---

[1] کنز العمال: ج 6، ص 219، اور دیکھیں کتاب آل محمد، مروی: ص 165؛ اتحاف السائل: ص 73 ل احقاق الحق: ج 25، ص 217۔

[2] میزان الاعتدال: ج 2، ص 131

[3]۔ فردوس الاخبار: ص 6

کمال شکوہ، تمام تر بزرگی اور بیشترین سعادت کے ساتھ بہشت میں داخل کیا جائے" پس آپؑ ستّر ہزار کنیزروں کے جھرمٹ میں ایک دلہن کی طرح جنّت میں وارد ہوں گی"۔ 2

3/4 بہشت میں انبیاء علیہم السّلام کا حضرت فاطمہ علیہا السلام کی زیارت کے لیے تشریف لانا

تفسیر فرات بن ابرہیم کوفی میں نقل ہوا ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السّلام نے فرمایا:

"ایک دن رسول خدا ﷺ جناب فاطمہ علیہا السلام کے پاس تشریف لائے جبکہ فاطمہ علیہا السلام غمگین تھیں۔ پیغمبر ﷺ نے قیامت کے بارے میں کچھ مطالب بیان فرمائے اور پھر فرمایا:

"اے فاطمہ علیہا السلام! جب تم بہشت کے دروازے پر پہنچو گی تو بارہ ہزار حوریں تم سے ملاقات کریں گی، وہ حوریں جو اس سے پہلے کسی سے ملیں ہونگی اور نہ ہی اس کے بعد کسی سے ملیں گی۔ ان کے ہاتھ نور سے مسلّح ہونگے، ان میں سے ہر ایک سونے اور یاقوت کی ناقہ پر سوار ہو گی جن کی مہار مروارید سے بنی ہو گی اور ہر ناقہ پر جواہرات سے مرصّع و مزیّن سندس کی بساط ہو گی۔ جس وقت تم بہشت میں داخل ہو گی اس وقت اہل بہشت خوشیاں منائیں گے اور نور کی کرسیوں پر بیٹھے تمہارے شیعوں کے لیے مخصوص نعمتیں (مائدہ) پیش کریں گے اور وہ اس سے تناول کریں گے جبکہ باقی لوگ ابھی تک اپنا اپنا حساب دے رہے ہونگے اور تمہارے شیعہ جو چاہیں گے ان کے لیے ہمیشہ آمادہ رہے گا اور ان کو پیش کیا جائے گا۔ جس وقت اولیائے خدا بہشت میں مستقر ہو جائیں گے اس وقت حضرت آدم علیہ السّلام اور تمام انبیاء علیہم السّلام تمہارے زیارت کو آئیں گے"۔

اگرچہ سند کی روایت میں سلیمان بن محمد مجہول ہے لیکن چونکہ روایت کا مضمون کتاب و سنت کے مخالف نہیں اور دوسری روایات بھی اس مضمون کی تائید کرتی ہیں اس لیے ہم اس روایت کی سند کے حوالے سے بحث نہیں کریں گے۔

3/5 امّت کے جہنمیوں پر فاطمہ علیہا السلام کی شفقت

بعض کا کہنا ہے کہ:

اہل کبائر جہنم میں " انّ لا الہ الا اللہ و انّ محمداً رسول اللہ" کی شہادت دیں گے، جس وقت ان کی آواز بلند ہو گی تو حضرت فاطمہ علیہا السلام ان کی آواز کو سنیں گی اور کہیں گی: میں اپنے بابا کی امّت کی آوازوں کو جہنم کے طبقات سے سن رہی ہوں۔ خدا جبرائیل علیہ السّلام سے کہے گا کہ اے جبرائیل! میں نے اپنے حبیبؐ کی امّت کے گنہگاروں کی فریاد کو سنا ہے جو سب میری وحدت کی گواہی دے رہے تھے، میں تمہیں اس بات پر مامور کرتا ہوں کہ ان کا عذاب کم کر دو۔2

ہر چند اس عبارت کا روایت ہونا واضح اور ثابت نہیں لیکن یہ عبارت واقع کی حکایت کرتی ہے؛ کیونکہ فاطمہ علیہا السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم کا ٹکڑا ہیں اور آپؑ کو اپنے بابا کی امّت کے درد اور سختیوں کا احساس ہے جنہیں آپؑ فراموش نہیں کر سکتیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

1۔ آپؑ نے اپنا مہرا اپنے بابا کی امّت کی شفاعت مقرر کروایا۔

2۔ اپنی شہادت کی شب خداوند متعال سے اپنے بابا کی امّت کی بخشش اور ان کی جنّت کی درخواست کی۔

3/6 خداوند متعال کی بہشت میں حضرت فاطمہ علیہا السلام پر عنایات

بہشت میں خدا نے اپنی مہمان حضرت فاطمہ علیہا السلام کے لیے اپنی خاص عنایات اور نعمات مقرّر کر رکھی ہیں کہ جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

1/6/3 بہشتی محل

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

"جب مجھے رات کے وقت (شب معراج) آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور میں جنّت میں داخل ہوا اور قصر فاطمہ علیہا السلام پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ سرخ مرجان کے ستّر محل ہیں کہ جن کے در و دیوار چمکتے موتیوں سے ڈھکے ہیں"۔1

2/6/3 پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمنشینی

گوناگوں منابع میں مختلف مضامین کی بہت سی روایات نقل ہوئی ہیں جو سبھی حضرت فاطمہ علیہا السلام کی اپنے بابا کے ساتھ ہمنشینی کی حکایت کرتی ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"خدا نے علی علیہ السّلام، فاطمہ علیہا السلام اور آپؑ کے فرزندوں کو اہل دنیا پر حجت قرار دیا ہے، یہ سب قیامت کے دن ایک ہی مرتبہ پر ہوں گے اور جو کوئی ان کی اقتداء کرے گا، ہدایت پا جائے گا؛ پھر فرمایا: میں، فاطمہ، علی، حسن اور حسین علیہم السّلام قیامت کے دن اکٹھے ہوں گے "2

ایک اور روایت میں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو فاختہ رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں:

"ایک رات رسول خدا جناب فاطمہ علیہا السلام کے گھر میں تھے، رات کو امام حسن علیہ السّلام بیدار ہو گئے اور پانی مانگا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی لے کر آئے، عین اسی وقت امام حسین علیہ السّلام بھی بیدار ہو گئے اور انہوں نے بھی پانی طلب کیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن علیہ السّلام کو پانی دیا۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام نے آنحضرتؐ سے سوال کیا: کیا آپؐ حسنؑ کو حسینؑ سے زیادہ پیار کرتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں، حسنؑ نے پہلے پانی مانگا تھا اس لیے اس کو

پہلے پانی دیا۔ پھر فرمایا: اے فاطمہ علیہا السلام ! میں، تم ، یہ دونوں (حسن و حسین علیہما السّلام) اور علیؑ قیامت کے دن اکٹھے ہوں گے "

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے حضرت علی علیہ السّلام سے فرمایا:

" یا علی !آپؑ اور فاطمہ علیہا السلام جنّت میں میرے محل میں ہوں گے "

اس بارے میں دوسری روایات میں بھی نقل ہوا جو سبھی اس بات کی حکایت کرتی ہیں کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام پیغمبر اسلام ﷺ کی ہمنشین ہو نگی۔

3/6/3 حظیرۃ القدس میں سکونت

سیوطیؒ نے لکھا ہے:

بے شک فاطمہ، علی، حسن اور حسین علیہم السّلام جنّت میں " حظیرۃ القدس " میں ایک سفید گنبد کے نیچے رہیں گے جس کی چھت عرش الہی ہو گا۔

4/6/3 خواتین جنّت کی سرداری

اس مطلب پر متعدد روایات دلالت کرتی ہیں کہ جناب صدیقہ کبری علیہا السلام جنّت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ صحیح بخاری میں نقل کیا ہے کی آنحضرت ﷺ نے جناب فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا:

" کیا تم جنّت میں عورتوں کی سردار ہونے پر خوش نہیں "

اسی طرح ترمذی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ:

" رسول خدا ﷺ کے پاس ایک فرشتہ آیا اور آپؐ کو بشارت دی کہ فاطمہ علیہا السلام خواتین جنّت کی اور حسن و حسین علیہما السّلام نوجوانان جنّت کے سردار ہیں "۔

مآخذ

قرآن کریم

1۔آشنائی باعلوم اسلامی، مرتضی مطہری، قم، دفتر انتشارات اسلامی، 1362۔

2۔اتحاف السائل، مناوی، مکتبۃ القرآن، قاہرہ۔

3۔اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، علی بن محمد فن اثیر جزری (م۔630ھ)، تحقیق: علی محمد معوض و عادل عبدالموجود، بیروت، دارالکتب العلیمۃ۔

4۔الکافی، محمد بن یعقوب کلینی (م۔329ھ) تحقیق: علی اکبر غفاری، دارالکتب الاسلامیۃ۔

5۔الامالی، محمد بن حسن علیہ السّلام طوسی (م۔460ھ) تحقیق: مئوسسۃ البعثۃ، قم، دارالثقافۃ، 1414۔

6۔ الامالی، محمد بن علی، صدوق (م۔ 381ھ) تحقیق: مئوسسۃ البعثۃ، مئوسسۃ البعثۃ، چ 1، 1417ھ۔

7۔ بحارالانوار الجامعۃ لدرر اخبار الائمۃ الاطہار، محمد باقر مجلسی (م۔ 1111ھ) تیسری اشاعت، بیروت، داراحیاء التراث العربی، 1403ھ۔ق

8۔ بشارۃ المصطفیٰ، عمادالدین محمد بن ابی القاسم طبری آملی کنجی (م۔ 525ھ) تحقیق: جواد قیومی اصفہانی، قم، مئوسسۃ النشر الاسلامی، 1420۔

9۔البعث والنشور، المحاسبی البصری، بیروت، 1406ھ۔ق۔

10۔تاریخ بغداد، خطیب بغدادی، مطبعۃ السعادۃ، 1406ھ۔ق۔

11۔التحصین، سید بن طاؤس (م۔ 664)، تحقیق: انصاری، مئوسسۃ دار الکتاب، قم، چ 1، 1413ق۔

12۔ تفسیر القمی، قمی، علی بن ابراہیم (م بعد از 329)، تصحیح: جزائری، قم، مئوسسۃ دار الکتاب، 1404۔

13۔ تفسیر فرات الکوفی، فرات بن ابراہیم الکوفی (م۔ 352ھ)، تحقیق: محمد الکاظم، تہران، وزارۃ الثقافۃ والارشاد الاسلامی، چ 1، 1410ھ۔

14۔ تفسیر نور الثقلین، عبد علی بن جمعہ عروسی حویزی (م۔ 1112ھ) سید ہاشم محلاتی، قم، مئوسسہ اسماعیلیان، 1112۔

15۔ تنقیح المقال، شیخ عبداللہ مامقانی، (م۔ 1351ھ) مئسسۃ آل البیت، قم۔ والمطبعۃ المرتضویۃ، النجف الاشرف

16۔ جواہر المطالب فی مناقب الامام علی، محم بن احمد دمشقی شافعی (م۔ 871ھ)، تحقیق: محمد باقر محمودی، قم، مجمع الثقافۃ الاسلامیۃ، 1415۔

17۔ حیاۃ فاطمہ علیہا السلام، محمود شلبی، بیروت، دار الجبیل۔

18۔ الخصال، محمد بن علی، صدوق (م۔ 381ھ)،: علی اکبر غفاری، قم، جماعۃ المدرسین، بی تا۔

19۔ ذخائر العقبی، محب الدین احمد بن عبداللہ طبری، نشر حسام الدین القدسی، 1356ھ۔ق۔

20۔ ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی، محب الدین احمد بن عبداللہ طبری (م۔ 694ھ)، مکتبۃ القدسے، 1356۔

21۔ ذکر اخبار اصفہان، ابہ نعیم اصفہانی، چاپخانہ بریل، 1934۔

22۔روضۃالواعظین، محمد بن فتال نیشاپوری (م۔508)، تحقیق: سید محمد مہدی سید حسن علیہ السّلام، قم، منشورات رضی۔

23۔السرائر، ابن ادریس حلی (م۔598) مئوسسۃالنشر الاسلامی، قم، چ2، 1410ق۔

24۔ سنن الترمذی، محمد بن عیسی ترمذی (279)، تحقیق: عبدالرحمٰن محمد عثمان، بیروت، دارالفکر، الطبعۃالثانیۃ، 1403۔

25۔شرح احقاق الحق، سید شہاب الدین مرعشی نجفی، کتابخانہ آیت اللہ مرعشی نجفی، قم، بی تا۔

26۔ شواہد التنزیل لقواعد التفضیل فی آیات النازلۃ فی اہل البیت، عبیداللہ بن احمد حسکانی المعروف حاکم جسکانی (م۔ق 5)، تحقیق: محمد باقر محمودی، تہران، مجمع احیاء الثقافۃ الاسلامیۃ، چ1، 1411۔

27۔ صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری (م۔256ھ)، دارالفکر، بیروت، 1401ق۔

28۔الصواعق المحرقۃ، احمد بن حجرا لھیثمی، المطبعۃالمیمنیۃ، مصر، 1312ھ۔ق۔

29۔ العدد القویۃلدفع المخاوف الیومیۃ، علی بن یوسف حلی (م۔726ھ)، تحقیق: سید مہدی رجائی، قم مکتبۃ المرعشی، 1408ھ۔

30۔ علل الشرایع، محمد بن علی، صدوق (م۔381ھ)، نجف، المکتبۃالحیدریۃ، 1386ھ۔

31۔ غایۃالمرام، السید ہاشم البحرانی، تحقیق: السید علی عاشور۔

32۔الفضائل، ابن شاذان، مطبعۃالحیدریۃ، نجف الاشرف، 1381ھ ق۔

33۔ فضل اہل بیت علیہم السّلام، احمد بن علی المقریزی (م 845)، تحقیق: سید علی عاشور۔

34۔کتاب آل محمد، مروی،

35۔ کنز الفوائد، محمد بن علی کراجکی (م۔ 449ھ)، مکتبۃ المصطفوی، قم، 1410۔

36۔ کنز العمال، متقی ہندی، مطبعۃ دائرۃ المعارف النظامیۃ، حیدر آباد، 1312ق۔

37۔ مجمع الزوائد، الہیثمی (م۔ 807ھ)، نشر حسام الدین القدسی، 1352ھ ق۔

38۔ مستدرک علی الصحیحین، محمد بن عبداللہ نیشاپوری، (حاکم)، مطبعۃ دائرۃ المعارف النظامیۃ، حیدر آباد، 1324ھ ق۔

39۔ مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، نوری طبرسی (م۔ 1320ھ)، تحقیق: مئوسسۃ آل البیت، قم، 1408۔

40۔ مسند ابی داود الطیالسی، ابو داوٗد سلیمان طیالسی (م۔ 204ھ)، بیروت، دار الحدیث۔

41۔ مسند فاطمہ علیہا السلام، سیوطی جلال الدین (م۔ 911ھ)، حیدر آباد ہند، مطبعۃ العزیزۃ، 1406ھ ق۔

42۔ معجم رجال الحدیث، آیت اللہ سید ابو القاسم خوئی، (م۔ 1412ھ)، دار الزہرا علیہا السلام، بیروت۔

43۔ المعجم الکبیر، سلیمان بن احمد طبرانی، (م۔ 360ھ)، تحقیق: عبد المجید السّلفی، بیروت، دار احیاء التراث العربی، (بی تا)۔

44۔ معرفۃ الصحابۃ، ابو نعیم اصفہانی، احمد بن عبداللہ (م۔ 430ھ) تحقیق: عادل بن یوسف العزادی، چاپ اول، ریاض، دار الوطن للنشر، 1419ھ ق۔

45۔ من لا یحضرہ الفقیہ، محمد بن عی، صدوق (م۔ 381ھ)، تحقیق: علی اکبر غفاری، قم، جامعۃ المدرسین، 1404۔

46۔ مناقب آل ابی طالب، محمد بن علی بن شہر آشوب، (م۔ 588ھ) قم، المطبعۃ العلمیۃ، (بی تا)۔

47۔ مناقب امیر المومنین علی بن ابی طالب، علی بن محمد مغازلی (م۔ 483ھ)، بیروت، دار مکتبۃ الحیاۃ، 1400۔

48۔ نظم درر السمطین، جمال الدین محمد بن یوسف بن حسن علیہ السّلام سرندی حنفی (م۔ 750ھ)، موسسۃ الرسالۃ، 1417۔

49۔ وسائل الشیعۃ الی تحصیل مسائل الشریعۃ، محمد بن حسن علیہ السّلام بن حر عاملی، تحقیق: عبدالرحیم ربانی، کتاب فروشی اسلامی، تہران، 1403ھ۔

ابوطالب علیہ السّلام اسلامک انسٹی ٹیوٹ کی مطبوعات

۱۔ وہابی افکار کا ردّ (اردو، سندھی)

۲۔ وہابیت عقل و شریعت کی نگاہ میں

۳۔ الصّواعق الالھیۃ فی الردّ علی الوھابیۃ

۴۔ نماز میں ہاتھ کھولیں یا باندھیں؟ (اردو، سندھی)

۵۔ نماز تراویح سنت یا بدعت؟

۶۔ ردّالشبھات

۷۔ سلف اور سلفی

۸۔ مذہب شیعہ پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات (اردو، سندھی)

۹۔ شیعیان علیؑ اہل سنّت کی نظر میں

۱۰۔ غصب اور خاموشی کیوں؟

۱۱۔ ندائے ولایت (اِشھد انّ علیّا ولی اللہ)

۱۲۔ ہدیہ مبلّغین

۱۳۔ حکومت امام مہدی علیہ السّلام (اردو، سندھی)

۱۴۔ الایّام المکیہ

۱۵۔ حضرت زہراء اور عالم برزخ (اردو، سندھی) اور دسیوں تحقیقی کتب چھپ چکی ہیں۔